

# وما أرسلناك إلا حمداً للعلمين

رسالہ بر فواید در احوال ولادت با سعادت آفتاب حیات رسالت گنجور کنوز  
سعادت جناب سید انبیاء و مذاصفیا شفیع الذین حتمہ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد  
مصطفیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ علی آلہ الطیبین واصحابہ اجمعین موسوم بہ

## نیع الانوار قولک اللہ صدق علیہ



از تالیفات جناب مولوی عبید اللہ صنادام مجیدہ فرمودہ  
مولانا مولو محمد صبغتہ اللہ قاضی الملک مرحوم و مغفور حبیب الدین جناب عبدالقادر صنف فرزند حاجی سید  
بہادر دام افضالہ باہتمام اصناف عبداللہ البکر تفسیر قادری شہر حریدہ رو

جلد ری و اربع راس ۱۲۹۶  
بمطبع ری و اربع راس مجری مطبوعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ الصَّلٰوةُ  
 وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا  
 مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ عَاصِی پَرِیْغَاصِی  
 عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صِبْغَةِ اللّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهَا کِتَابَیْ کہ خوشترین و سید  
 اور بہترین ذریعہ سعادتِ عظمیٰ کو پہنچنے کا نبی کریم شفیع المذنبین  
 محمد مصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور دوستی ہی اور  
 وہ حاصل نہوگی مگر اسوقت کہ نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی  
 جس کام میں ہی اوسکو کریں اور آپ کے نام پر سوجان سے  
 فدا اور قربانی ہو دیں اور ہر وقت آپکا ذکر اور یاد کریں اور

از جملہ علامات محبت کے تھے کہ آپ کی ولادت با سعادت جس روز  
 ہوئی اس روز خوشی اور سرور کو ظاہر کریں اور اپنی مقدمہ  
 موافق عمل مولد بجالادیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت  
 شریف کے احوال اور کرامات کو پڑھیں اور سنیں اور اس  
 عمل مولد کو علمائے کبار اور حفاظ نامدار ستحس اور تبرک جانے  
 ہین اور اسمین کئے رسالے اور کتابین تصنیف کئے ہین اللہ تعالیٰ  
 انکو جزا سے خیر دیوے۔ اذنون فرقہ ضالہ وہابیہ خذلہم اللہ  
 نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت جو عوام کے  
 دلوں میں ثابت تھی سو اسکو اقسام کے فریب شیطانی سے  
 نکالنا اور لوگ کو گمراہ کر کے اپنے مانند مرتد بنانا چاہتا تھی اور  
 عمل مولد شریف جایز نہیں کر کے دعویٰ کرتا تھی اس واسطے یہ  
 عاصی کتاب خصایص الکبریٰ کی جو تصنیف سے خاتمہ الحفاظ و  
 المحدثین شیخ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ و افاض علینا البرکات  
 منہ کی تھی اور سیر میں بہت معتبر اور نفیس کتاب تھی سو اسمین سے  
 ولادت شریف کی حدیث جو کئے آیات اور کرامات پر نبی کریم

صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی شامل ہی اصل قرار دیا اور اسکو شرح  
 کی طور پر ہندی زبان میں معتبر کتابوں سے لکھا اور اسکے آخرین  
 عمل مولد شریف کو جو جو علما مستحسن نے ہیں انکے اقوال لکھا اور اسکا  
 نام ربیع الانوار فی مولد سید الأبرار صلی اللہ علیہ  
 وسلم رکھا تاکہ عوام کو نفع ہو دے رَبِّ اجْعَلْهَا مَقْبُولَةً  
 عِنْدَ حَبِيبِكَ الْأَمِينِ وَخَلِيلِكَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا  
 کثیراً۔ خاتمہ المحدثین شیخ جلال الدین سیوطی نے فرمایا اخرج  
 أبو نعیم نکلا یعنی روایت کیا ہی ابو نعیم۔ وہ اپنے وقت کا  
 محدث اور حافظ عصر تھا انکا نام احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق  
 بن موسیٰ بن مہران الاصبہانی الصوفی ہے اور کنیت ابو نعیم ہے  
 صیغہ تصغیر سے ۳۳۶ سنہ تین سو چھتیس ہجری میں ولادت ہوئی اور  
 چار سو تیس ہجری میں وفات ہوئی انکی عمر چوبیس یا نو سال کی ہوئی بہت  
 لوگ سے حدیث کو سماعت کئے اور ان سے ایک جماعت محدثین  
 کی روایت کئی۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ابن عباس



رضی اللہ عنہما ہے۔ اس سے مراد عبد اللہ بن عباس ہیں۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے چچیرے بھائی انکی ولادت  
 ہجرت کے قبل تین سال کے بقولے دو سال کے ہوئی اور نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کی وقت تیرہ سال کے تھے بقولے  
 پندرہ سال کے۔ اس امت کے جبر اور عالم تھے اور انکو نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم حکمت اور فقہ اور فہم قرآن کیواسطے دعا دے  
 اور انہوں جبریل علیہ السلام کو دو وقت دیکھے ۶۸ سنہ اسٹھ  
 ہجری کو طایف میں انکی وفات ہوئی معلوم کیجئے اس حدیث  
 کو جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کئے ہیں اگرچہ لفظاً  
 متوقف ہی لیکن حکم میں مرفوع حدیث کے ہی کیونکہ یہ بات  
 راے سے کہنے کی نہیں ہی اگرچہ اسوقت ابن عباس پیدا  
 نہیں ہوئے تھے لیکن اسوقت جو لوگ تھے ان سے روایت کئے  
 ہیں۔ قَالَ کہے ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ كَانَ مِنْ دَلَالاتِ  
حَمَلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تھے دلات  
 سے حمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دلات جمع ہی دلالت کا

کسر اور فتح سے دال مہملہ کے۔ اور من تبعیضیہ ہے یعنی بعضے دلائل سے اور اسمین اشارہ ہے کہ حمل شریف کے مدت میں بہت سے امور غریبہ اور خرقِ عادات ظاہر ہوئے تاکہ شرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب پر ظاہر ہووے لیکن اس حدیث میں اُن سے تنہا ذکر ہوئے ہیں۔ معلوم کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کا نام عبد اللہ ہی انکے والد عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بی بی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ اور اس سلسلہ شریف کو اللہ تعالیٰ تمامی سلسلوں سے انتخاب اور پسند کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکرام و بزرگی سے ہی کہ اس سلسلہ میں کوئی ایک بغیر نکاح شرعی کے نہیں پیدا ہوا سب کے سب نکاح سے پیدا ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں آدم سے لیکر میری ما مجھے جنی تک سب نکاح سے پیدا ہوئے اور

حرام سے کوئی پیدا نہوا۔ اور بھی فرمائے میں پاک پشتون سے پاک  
 رحمہ والیو نہیں آتا تھا۔ محققین ان احادیث سے دلیل لیتے ہیں کہ نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور رب اجداد مومن تھے۔ اور معلوم  
 کریں کہ بی بی آمنہ کا نکاح عبد اللہ کے ساتھ ذی الحجہ کے مہینے میں  
 ایام تشریق کے وسط میں ہوا۔ اور حمل کب ٹھہرا سو اس میں اختلاف  
 ہی بعضے کہتے ہیں کہ اسی روز یعنی ایام تشریق کی وسط میں دو شنبہ  
 کو ہوا اور بعضے کہتے ہیں رجب کی پہلی شب جمعہ کو شیخ نجم الدین غبطی  
 لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت  
 رمضان میں ہوئی ان کے قول پر ایام تشریق میں حمل ٹھہرا سو قول موافق  
 ہوتا ہے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ربیع الاول میں ولادت ہوئی ان کے  
 قول پر رجب کی پہلی کو حمل ٹھہرا سو قول موافق ہوتا ہے۔ اَنْ كُلَّ  
 دَاۤبَّةٍ كَانَتْ لِقَرِيۡشٍ نُّطْقَتْ ثَلَاثُ اللَّیْلَةِ تحقیق کہ جو دابہ  
 کہ تھا واسطے قریش کے بات کیا اس شب کو۔ یعنی قریش کا کوئی چار پایہ  
 جانور باقی نہ رہا مگر حمل کی شب کو بات کیا۔ قریش قاف کے ضم اور  
 اسے حملہ کے فتح سے لقب تھا الذہب بن کنانہ کا بقولے فہر بن مالک

النضر کا جواد سے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین پھر انکی  
 ناد کو قریش اور قرشی کہتے ہین۔ شعبی کہا النضر بن کنانہ کا لقب  
 ریش ہوا اس کی وجہ یہ ہی کہ انہوں ار باب حاجات سے تفتیش  
 تے تھے تاکہ انکے حاجتون کو رو کرے گویا کہ وہ لفظ ماخوذ ہی  
 ریش سے اسکا معنی تفتیش کا ہی۔ کہتے ہین کہ قریش کے دابون کی  
 نصیصن عیبات کرنے میں ہی سوشاید اسکی وجہ یہ ہی تاکہ قریش اول  
 مر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل و مرتبہ معلوم کریں اور حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی وقت انکو کچھ شبہ اور عذر انکار کا باقی  
 رہے۔ اور احتمال ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما غیر قریش کے جانور  
 ماحل بیان نہ کئے اور اس سے سکوت کئے شاید کہ وہ بھی بات  
 کئے ہوں۔ وَقَالَتْ حُمْلَ بَرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَرَبِّ الْكُعْبَةِ اور ہر دایہ کہا حمل کیا گیا ساتھ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے قسم ہی رب کعبہ کی یعنی اللہ تعالیٰ کی۔ رب کا معنی  
 اصل میں تربیت کا تھا یعنی ایک چیز کو اسکے کمال پر تدریج پہنچانا  
 اسکے بعد مالک کو کہنے لگے کیونکہ وہ اپنی حیر کی حفاظت کرتا ہی اور

اسکو تربیت کرتا ہی۔ اللہ تعالیٰ کے غیر پر اسکا اطلاق نہیں آتا  
 مگر مقید ہو کر۔ اور کعبہ بیت اللہ کو کہتے ہیں عربوں نے جو کعبہ مربع  
 اور بلند ہوتا ہی اسکو کعبہ کہتے تھے پھر بیت اللہ کی بنا مربع اور  
 مرتفع رہنے سے اسکا نام کعبہ ہوا۔ معلوم کیجئے رسول معنی سے مراد  
 کے ہی یعنی بھیجا گیا اور وہ اس شخص کو کہتے ہیں جو اسکو اللہ تعالیٰ  
 کی طرف سے وحی کیجاوے شرع کے ساتھ اور حکم کیا جاوے  
 اسکی تبلیغ کا۔ اور نبی اسکو کہتے ہیں کہ اسکی طرف وحی کیجاوے شرع  
 کے ساتھ تاکہ وہ عمل کرے اگرچہ اسکی تبلیغ کا حکم نہ ہو پھر تو رسول ہی  
 وہ نبی ہی لیکن جو نبی ہے وہ رسول نہیں۔ اور معلوم کریں کہ اگرچہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی بعد نبوت  
 اور تبلیغ رسالت کا حکم ہوا لیکن حقیقت میں جو بوقت کہ آپ کو نبوت صلی  
 ہوئی اسوقت ہنوز آدم پیدا نہیں ہوئے تھے چنانچہ ترمذی ابی ہریرہ  
 رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ صحابہ عرض کئے یا رسول اللہ آپ کو  
 نبوت کب ملی تو فرمائے جس حال میں کہ آدم درمیان روح اور  
 جسد کے تھے یعنی اُنکا نہ جسد تھا نہ روح تھا اسوقت اپنے کو نبوت

ہی یہاں ایک سوال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجود خارجی میں تشریف لائیکے قبل نبی کس طور سے تھے حالانکہ نبوت کو ضرور ہی کہ نبی کی ذات موجود رہنا۔ اسکے جواب میں شیخ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ احادیث میں آیا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے قبل اجساد کے ارواح کو پیدا کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فرمائے کہ میں نبی تھا سو اس سے اشارہ آپکے روح شریف کی طرف ہی یا اور کوئی ایک حقیقت کی طرف ہی حقائق سے جو انکی معرفت سے ہمارے عقول فاقہ میں اور اسکو کوئی نہیں جانتا ہی مگر اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نور الہی سے مدد کیا ہو پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت مثلاً خلقت آدم کے ہی اور اسوقت سے ہی اسکو اللہ تعالیٰ نبوت عطا کیا پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت نبی ہوئے پھر اللہ تعالیٰ آپکے نام مبارک کو عرش پر لکھا اور معلوم کرایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تاکہ ملائکہ وغیرہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت اور بزرگی کو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے معلوم کریں <sup>حقیقت</sup> پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوقت سے موجود ہی اور متصف ہی وصال

شریفی سے جو حضرت الہیہ سے آپ کو پہنچتے ہیں اگرچہ جسد شریف اور  
 بعث و تبلیغ متاخر ہی اور جو چیز کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی اور آپ کی  
 ذات شریف اور حقیقت کی اہمیت کی جہت سے ہی سوا سمین کچھ تاخر نہیں  
 اسی طرح اللہ تعالیٰ جو آپ کو نبی کیا اور کتاب اور حکمت اور نبوت عطا  
 کیا سوا سمین کچھ تاخر نہیں وہ اس وقت سے ہی حاصل ہی اور جو متاخر  
 ہی سو فقط وہ خلقت اور نقل کرنا اصلا ب اور ارحام میں ہی یہاں  
 تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجسام میں ظہور پائے اور اس  
 سے معلوم ہوا کہ جو شخص نفی کر گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت  
 نبی رہنے سے مراد یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ آپ نبی ہو گے  
 سو وہ شخص اس معنی کو نہیں پہنچا اور یہ معنی صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ  
 کا علم تمامی اشیا کو محیط ہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے  
 کو اس وقت نبوت سے وصف کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ امر  
 اس وقت ثابت تھا اگر اس سے مراد فقط اللہ تعالیٰ کا علم لیون  
 کہ مستقبل میں نبی ہو دیے تو اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
 یہ خصوصیت نہیں ہوتی کہ آپ نبی تھے جس عالمین کے آدم درمیان

روح اور جسد کے تھے کیونکہ تمامی انبیاء کے نبوت کو اللہ تعالیٰ اس وقت  
اور اسکے قبل سے جانتا ہے اس واسطے ضرور ہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم کو واسطے ایک خصوصیت امت ثابِت کی لینا جو دوسرے انبیاء کو  
ہنیں تھی اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو خبر دے  
تاکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی جو قدر و منزلت ہے اسکو معلوم کرے۔  
اور شیخ شہاب الدین الخفاجی نے شرح الشفا میں اس حدیث کے  
شرح میں لکھا ہے کہ اسکا معنی یہ نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
اللہ تعالیٰ کے علم میں نبی تھے جیسا کہ بعضوں نے کہا ہے کیونکہ یہ سوال  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اسکا معنی یہ ہے کہ  
اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روح کو آدم علیہ السلام کے  
روح اور تمامی ارواح کے قبل پیدا کیا اور اسکو نبوت سے خلعت  
تشریف پہنایا تاکہ اعلیٰ آپ کو معلوم کریں جیکہ نبوت آپ کے  
روح شریف کی صفت ہے تو معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
بعد وفات کے بھی نبی اور رسول میں جب دین کامل ہو گیا تو احکام  
اور وحی منقطع ہونے سے کچھ ضرر نہیں اور اسکا انکار کرنا جہل ہی



اور یہ بات قابل یاد رکھنے کی ہے کیونکہ بہت نفیس ہے اور یہی مراد ہے  
 جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے کہ اللہ تعالیٰ میرے نور کو آدم  
 علیہ السلام پیدا ہونے کے چودہ ہزار برس آگے پیدا کیا جیسا کہ  
 روایت کیا ہے ابن القطان۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تسبیح  
 کرتا تھا وہ نور اور تسبیح ملائکہ کی اس نور کے تسبیح سے تھی۔ اور یہ  
 تائید کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کے طرف بھی مرسل  
 ہیں جیسا کہ غیر فرشتوں کی طرف مرسل ہیں اور یہ صریح دلالت کرتا ہے  
 کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت وجود عینی میں ظاہر ہوئی  
 قبل نبوت آدم اور ان کے غیر کے اور ملائکہ کوئی نبی کو قبل نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کے نہیں بھیجے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نبی مطلق ہیں اور تمامی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آپ کے خلیفے ہیں اور  
 تمامی شرایع آپ کی شریعت ہے جو ظاہر ہوئی زبان پر سب نبی کے بقدر  
 استعداد ان کے اہل زمانے کے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اول انبیاء  
 اور آخر انبیاء ہیں اور ممکن نہیں کہ آپ کی شریعت پر قدم نہ چسے۔ اور نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روح کے دیکھتے تمامی انبیاء سے سابق ہیں

ویسا ہی جسد شریف کے دیکھتے بھی سابق میں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کے جسد شریف کا مادہ تمام مادوں کے آگے پیدا کیا گیا  
 کس واسطے کہ ابن الجوزی نے کتاب الوفا میں کعب الاحبار سے روایت  
 کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کہ ارادہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کرنا  
 تو جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ سفید مٹی لاوے پھر جبریل ملائکہ فردوس  
 کے ساتھ اترے اور موضع قبر شریف سے ایک مٹھی مٹی اٹھائے  
 جو سفید چمک رہی تھی پھر اسکو آبِ تیمم سے جنت کے چشمے میں خیر کئے  
 یہاں تک کہ وہ مانند ایک بڑے سفید موتی کے ہوئی اسکو ایک شعاع  
 عظیم تھی یعنی اسکی روشنی بہت دور تک پہنچتی تھی پھر اسکو فرشتوں  
 نے اطراف عرش اور کرسی اور سموات و ارض کے پھرائے یہاں تک  
 کہ پہچانے فرشتوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام  
 کو پہچاننے کے قبل یعنی پہچانے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روح  
 شریف اور عنصر اور نہاد مبارک کو انتہی کلام الشہاب الخفاجی -  
 روایت ہی جابر رضی اللہ عنہ سے کہ میں کہا یا رسول اللہ میرے  
 مایاں آپ پر فدا ہو جو مجھ کو خبر دیو ادل شئی سے جو اسکو اللہ تعالیٰ قبل

روایت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ میں کہا یا رسول اللہ میرے  
 مایاں آپ پر فدا ہو جو مجھ کو خبر دیو ادل شئی سے جو اسکو اللہ تعالیٰ قبل

اشیا کے پیدا کیا تو فرمائے اسی جابر تحقیق کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں کے آگے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا کیا پھر وہ نور اللہ تعالیٰ جس جگہ کہ چاہا وہاں پھرتا تھا اور اس وقت نہ لوح تھا نہ قلم نہ جنت نہ دوزخ نہ فرشتہ نہ آسمان نہ زمین نہ آفتاب نہ ماہتاب نہ جن انس الحدیث شیخ حلبی نے اپنی سیرت میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبریل سے سوال کئے اے جبریل تمہاری عمر کتنی ہے تو جبریل کہے یا رسول اللہ میں نہیں جانتا ہوں مگر اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ہے ستر ہزار برس کو ایک بار طلوع ہوتا ہے اسکو میں نے بہتر ہزار بار دیکھا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اے جبریل قسم ہی میرے رب کی عزت کی میں وہی ستارہ ہوں انتہی۔ احادیث میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور انکی پشت میں رکھا اور وہ نور آدم علیہ السلام کی پیشانی پر آفتاب کے مانند چمکتا تھا اور انکے باقی کے نور پر غالب ہو گیا تھا بعد وہ نور آدم سے شعیث علیہ السلام کی طرف جو آدم کے فرزند تھے نقل کیا آدم علیہ السلام انکو وصیت کئے کہ اس نور کو بجز پاک عورت کے

کہیں نہ رکھے۔ الغرض وہ نور مبارک اصحابِ طاہرات سے ارحام  
 زاکیات کی طرف آتا تھا یہاں تک کہ عبدالمطلب میں آیا اسکے بعد رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ میں آیا اسکے بعد بی بی آمنہ میں آیا۔  
 علما کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جو حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو  
 سجدہ کرو سو وہ حقیقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نور کی تعظیم تھی جو  
 آدم علیہ السلام کے پیشانی پر چمکتا تھا۔ اور جب نوح علیہ السلام کے  
 طرف نقل کیا تو اسکی برکت سے انکی کشتی کو نجات ہوئی۔ اور جب  
 ابراہیم علیہ السلام کی طرف نقل کیا تو اسکی برکت سے اُپر غرود کی آواز  
 برآ و سلام ہو گئی۔ الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد طرف  
 جب وہ نور نقل کرتا تھا تو انکو اسکے برکات اور کرامات بے نہایات  
 حاصل ہوتے تھے۔ الشیخ العارف سید علی وقار الشاذلی قدس  
 اللہ سرہ جو علمائے ربانین سے تھے سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 وح میں ایک قصیدہ لکھے میں سو اسمین کیا خوب فرماتے ہیں **شعر**  
 لَوْ أَبْصَرَ الشَّيْطَانُ طَلْعَةَ نُورِهِ ۖ فِي وَجْهِهِ أَدَمَ كَانَ  
 أَوَّلَ مَنْ سَجَدَ ۖ أَوْ لَوْ رَأَى الْمُرُودَ فَوْضَ جَمَالِهِ ۖ عَبْدَ

الْجَلِيلَ مَعَ الْخَلِيلِ وَلَا عِنْدَ ۚ لَكِنْ جَمَالَ اللَّهُ جَلَّ  
 فَلَا يُرَى ۚ إِلَّا تَخْصِيصٌ مِنَ اللَّهِ الصَّمَدِ ۚ یعنی اگر دیکھتا  
 شیطان طلعت نور کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آدم کے منہ پر تو ہوتا  
 اول اس شخص کا جو سجدہ کیا یا اگر دیکھتا نمرود نور جلال کو آپ کے توجہات کرنا  
 اللہ جلّیل کو خلیل علیہ السلام کے ساتھ اور نہیں خلاف کرتا لیکن اللہ بزرگ کا  
 جمال نہیں دیکھا جاتا ہی مگر خاص کر نبی اللہ الصمد کے۔ امام سبکی رحمہ اللہ  
 علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جو فرمایا وَ إِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ  
 لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ  
 لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ  
 عَلَىٰ ذُلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا فَأْتِمَدُوا وَ أَنَا مَعَكُمْ  
 مِنَ الشَّاهِدِينَ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے لیا اقرار پیغمبر کا کہ جو کچھ میں  
 نکودیا کتاب اور حکمت پہر آوے تم پاس ایک رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ  
 وسلم کہ سچ بتا دے تمہاری پاس والیکو تو اس پر ایمان لاؤ گے اور اسکی مدد  
 کرو گے فرمایا کہ تم نے اقرار کیا اس شرط پر لیا میرا دم بولے جئے اقرار کیا  
 فرمایا پس تم ہر ہر قوم اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں تو اس آیت

شریفہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو بزرگی و تعظیم قد ربندہ ہی سو مخفی نہیں  
 اسکے سوا اس میں یہ بھی ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان رسولوں کے  
 زمانے میں آتے تو ان کے طرف بھی مرسل رہتے اس صورت میں نبی کریم صلی  
 علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت تمامی خلائیق پر عام ہی آدم علیہ السلام  
 سے قیامت تک اور تمامی انبیاء اور ان کے امتنان سب رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کی امت سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمائے ہیں  
 بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً یعنی بھیجا گیا میں طرف لوگوں کے تمامی سو یہ  
 قول مخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے قیامت تک کے  
 لوگ کو نہیں بلکہ آگے کے لوگ کو شامل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نبی الامنیاء میں یعنی تمامی انبیاء کے طرف مبعوث ہیں اسی سبب قیامت کے  
 روز تمامی انبیاء اور مرسلین رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کے  
 پہنچنے پر منگے اور دنیا میں بھی معراج کی شب کو سب انبیاء کے امام ہو کر نماز  
 پڑھے اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ  
 اور عیسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں ان کا اتفاق پڑتا تو آپز اور ان کی امتوں پر  
 واجب تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاویں اور آپ کی نصرت کریں

اِس پر اللہ تعالیٰ انبیاء سے عہد و میثاق لیا انتہی۔ بندہ عاصی کہتا ہی  
 اسکو تائید کرتا ہی وہ جو عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کو مارنے آسمان سے اتر  
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امت میں رہینگے اور وہ حدیث  
 جسکو دارمی نے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے  
 اگر ہوتے موسیٰ زندہ اور پاتے زمانہ میری نبوت کا تو بیشک پیروی کرتے  
 میری۔ وَهُوَ أَمَانُ الدُّنْيَا اور انہوں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 امان میں دنیا کے۔ یعنی امان میں دنیا کو ملیات و آفات سے اللہ تعالیٰ  
 فرماتا ہی وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ یعنی نہیں ہی اللہ  
 کہ عذاب دیوے کفار کو جس حال میں کہ اسی صیب انہیں ہے اور فرماتا ہی  
 وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ یعنی نہیں بھیجا مجھے تجھ کو مگر  
 رحمت کر کے جہان کے لوگوں پر۔ معلوم کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 ذاتِ مبارک کا ظہور امانِ اعظم ہے تمامی مخلوقات کو یہاں تک کہ کفار اور  
 حیوانات اور جمادات بلکہ فرشتوں کے حق میں بھی امان ہی۔ قاضی عیاض  
 کتاب الشفائین روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبریل کو فرما  
 کہ اِس رحمت سے مکو بھی کچھ چیز نہیں ہے تو جبریل کہے کہ میں عاقبت اندیش

کرتا تھا جب اللہ تعالیٰ میری شان میں فرمایا ذی قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ  
 مَكِينٍ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ تو میں نے امن پایا یعنی میں سو خاتمہ سے  
 خوف میں تھا سو آپ پر قرآن شریف نازل ہونے سے میں نے امن پایا  
 یہ حقیقت میں آپ ہی کے برکت سے ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے  
 مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت ہیں مومنان اور کافران  
 کو کیونکہ اہم کاذب کو جو غیر پہنچتی تھی اُس سے یہ لوگ عفو پائے یعنی سابق  
 کے انبیاء کی امت انبیاء کی تکذیب کئی تو اُن امتوں کو اللہ تعالیٰ مسخ کرتا تھا  
 یا قہر الہی سے ہلاک ہو جاتے تھے بخلاف بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 وقت کے کفار وغیرہ کہ آپ کی قدم کی برکت سے مسخ وغیرہ نہیں ہوئے۔  
 جب قریش ایمان نہ لاکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا بہت دئے اور  
 اللہ تعالیٰ پہاڑ دن کے فرشتوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس بھیجا فرشتہ  
 اگر کہا اے محمد اللہ تعالیٰ مجھے بھیجا ہے اور حکم فرمایا کہ آپ جو کہیں سو مجاہدان  
 اگر آپ امر کریں تو لگے کے دونوں پہاڑ جگانام خشبین ہے مگر ادیون  
 تا سب لوگ ہلاک ہو جاویں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے وہ ہلاک  
 ہونا میں نہیں چاہتا شاید اللہ تعالیٰ اُنکے اولاد میں مسلمان پیدا کرے۔



وَسِرَاجٌ أَهْلًا اور چراغِ مین اہل دنیا کے سراج کسر سے سیر  
 ہمد کے چراغ کو کہتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراج کر کے  
 نام ہوا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے تاریکی کفر و ضلالت  
 عرصہ عالم سے زایل ہوئی۔ اور چراغ سے جیسا اہل خانہ کو سبب امن  
 اور راحت کا ہے اور چوروں کو سبب ندامت و خجالت کا اسی طرح سے  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوستوں کو وسیلہ سلامت و نجات کا ہیں  
 اور منکر و نکو سبب حسرت و ندامت کا۔ اور اللہ سبحانہ قرآن شریف میں  
 بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراج کر کے نام رکھا اور فرمایا  
إِنَّمَا النَّبِيُّ إِنْ أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَ  
دَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِآذِنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا یعنی نبی مقرر مجھے  
 بھیجا تجھ کو شاہد اور خوشی سنائی والا اور ڈرانی والا اور بلانی والا اللہ کی طرف  
 اس کے حکم سے اور چراغ چمکاتا و کمربند کا ہنہ فی قریش و کافی  
قَبِيلَهُ مِنْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ إِلَّا حَبِيبٌ عَنْ صَاحِبَيْهَا اور نہیں  
 باقی رہی کوئی کا ہنہ قریش میں اور نہ کسی قبیلہ میں قبایل عرب سے مگر با رہی  
 گئی اپنے صاحب سے یعنی اپنے شیاطین سے وَأَنْتَرَعَ عِلْمَ الْكُهْنَةِ

مِنْهَا اور نکالا گیا علم کا ہون کا اُن سے کہنہ فتح سے کاف اور رہا  
 کے جمع ہی کا ہن کی کا ہن وہ لوگ ہن کہ انکے ارواح کو جنات و شیطن  
 کے ارواح خبیثہ سے ایک مناسبت اور علاقہ روحانی رہتا ہی اس  
 علاقے کے سبب شیاطین سے علم سیکھتے تھے اور اسپر اپنے طرف سے  
 اقسام کے جھوٹے باتان لگا کر کہتے تھے سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی ولادت کے سبب سے شیاطین آسمان پر چڑھنے سے اور وہاں کے  
 اخبار سننے سے باز رکھے گئے جب کوئی شیطان آسمان پر چڑھنے کا قصد  
 کرتا ہی تو اسپر شہاب جو شعلہ آتش ہی پھینک مارتے ہن وہ مار ہرگز  
 خطا ہنیں کرتا ہی اس سے بعض شیاطین مرجاتے ہن اور بعضوں کا  
 مُنہ جلجاتا ہی اور بعضوں کے اعضا اور عقل فاسد ہو جاتی ہی وَلَمْ  
 يَبْقَ سِرِّيْرٌ مِّنْ مُّلُوكِ الدُّنْيَا اِلَّا اَصْبَحَ مَكْنُوسًا  
 اور ہنیں باقی رہا کوئی تخت پادشاہ کا پادشاہوں سے دنیا کے مگر  
 صبح کیا اوندھا ہو کر یعنی روی زمین میں جو جو بادشاہ تھے اُن سب کے  
 تخت جل شریف کی صبح کو اوندھے پڑ گئے وَالْمَلِكُ خَرَسًا  
 لَا يَنْطِقُ يَوْمَئِذٍ ذٰلِكَ اور بادشاہ کنگ کئے جا کر ہنیں بات کرنے

تھے اس روز یعنی دنیا میں کوئی بادشاہ باقی نہ رہا مگر محل کی صبح کو گنگ  
 اورنگے ہو گئے اور تمام روز بات نہیں کر سکے۔ اور کعب الہی سے  
 مروی ہے کہ اس روز تمام دنیا کے تباہ و برباد ہو گئے اور قریش  
 بڑی سخت قحط سالی اور تنگی میں مبتلا تھے پس میں سیر ہوئی اور دنیا  
 بار بار ہوئے اور ہر طرف سے قریش کو خیر کشیدہ پہنچی اور اس سال کا  
 نام حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محل تھا ہر سو سنۃ الفتح و  
 الہیاج ہوا یعنی فتح اور خوشی کا سال۔ اور دوسرا حادثہ میں آیا  
 ہی کہ محل کی شب کوئی گھر باقی نہ رہا مگر روشن ہوا اور کوئی مکان باقی  
 نہ رہا مگر اس میں نور داخل ہوا اور اس روز آفتاب کو نور عظیم کا لباس پہنا  
 تھے یعنی اس کا نور زیادہ کیا گیا اور اللہ تعالیٰ حکم کیا کہ دنیا کے تمام  
 حامد و عزمین اس کے جنین اور یہ سب اسے کرامت اور بزرگی نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا فائدہ معلوم کیجئے کہ رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محل شریف کے وقت جو تباہ و غیرہ مروی زمین کے  
 اوندھے پر گئے سو یہ آپ کی خصوصیت و کرامت سے ہی اس طرح کسی دینی کو  
 نہیں ہوا و مَرَّتْ وَحَشُّ الْمَشْرِقِ إِلَى وَحَشِّ الْمَغْرِبِ بِالْبَشَارَةِ

اور گزرے وحش مشرق کے وحش مغرب کے طرف بشارتوں کے ساتھ  
وحش جنگلی جانور کو کہتے ہیں۔ اور بشارت جمع ہی بشارت کی کسر ہے  
موصدہ کے خوشخبری کی معنی ہے۔ اور جمع کا لفظ جو لایا گیا سو اس میں اشارہ ہے  
بات کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متولد ہونا ایک ہی خوشخبری پر  
منحصر نہیں ہے بلکہ بے نہایت خوشخبریوں کو جامع ہے۔ اور مشرق کے جانور  
کو جو آگے ہی معلوم ہو چکا شاید اس کا سبب یہ ہی کہ موضع محل ان سے  
قریب ہونے کے باعث ملائکہ کی نذر اسے ہوں یا قریش کے جانور جو بات کئے  
اس کو سنے ہوں یا اللہ تعالیٰ کسی اور چیز سے معلوم کرایا ہو پھر انکو غایت خوشی  
خری حاصل ہونے سے مغرب کو گئے اور وہاں کے جانور و نگوشت رتینے  
بعض دایو نہیں مرت کے عوض میں قرت ہی فای مہل سے لینے بھلے  
وحش مشرق کے وحش مغرب کے طرف بشارتوں کے ساتھ وَكَذَلِكَ  
أَهْلُ الْبَحْرِ يَنْصَرِفُ عَنْهُمْ بَعْضًا أَرَأَيْتُمْ أَهْلَ الْبَحْرِ  
دیتے تھے بعض انہوں کے بعض کو یعنی دریا و نہین بھی وہاں کے جانور وغیرہ  
ایک دوسر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محل کی بشارت اور خوشخبری  
سنا تھے معلوم کیجئے کہ دریا سات میں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

مردی ہے اور حسان بن عطیہ سے مروی ہے کہ زمین کی راہ پان سو سال  
 کی ہی اسمین دریا تین سو سال کی راہ پر ہیں اور ایک سو سال کی راہ  
 دیران اور ایک سو سال کی راہ آباد ہی۔ متقاتل نے کہا سب سے بڑا  
 عالم میں آدھے انہیں خشکی پر ہیں اور آدھے دریا میں لہ فی کل شیء  
 مِنْ شَمْسٍ وَنِدَاءٍ فِي الْأَرْضِ وَنِدَاءٍ فِي السَّمَاءِ واسطے حل  
 کے ہر جیسے میں مہینوں سے اسکے مذاقی زمین اور مذاقی آسمان میں۔  
 یعنی آسمان زمین میں فرشتے پکارتے اور مذاق کرتے تھے اور یہ بولتے تھے

کہ اِنْ اَبَشِرُوا فَقَدْ اَنْ لَّابِي الْقَاسِمِ اَنْ يَخْرُجَ اِلَى الْأَرْضِ مَعَنَا  
 مبارک! خوش ہو جو پس تحقیق کہ قریب ہو واسطے ابی القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کے یہ کہ نکلے طرف زمین کے جس حالین کہ انہوں میں بڑت دئے گئے  
 ہیں۔ ابوالقاسم کنیت ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اگرچہ اکثر علما  
 کہتے ہیں کہ آپ کے بڑے فرزند قاسم رضی اللہ عنہ کے نام سے یہ کنیت ہوئی  
 لیکن حقیقت میں اللہ تعالیٰ اس کنیت سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کو آگے سے ہی مخصوص فرمایا جیسا کہ فرشتے مذاق کئے۔ شیخ غفری وغیرہ  
 کہتے ہیں کہ آپ قیامت کے روز رحمت کو اسکے لوگوں پر تقسیم کرینگے اسو

آپ کی کنیت ابو القاسم ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ علم و عمل و شرف و فضل اور  
 فی و غنیمت وغیرہ مراتب و درجات کو تقسیم کرتے ہیں اس نہج سے  
 آپ کی کنیت ابو القاسم ہوئی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے  
 تھے کہ قاسم کے ہیں قسمت کرتا ہوں درمیان شہر اور بھی درمیان میں ابو القاسم  
 ہوں اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہی اور میں قسمت کرتا ہوں۔ ابن حجر المعیشی نے شرح  
 ہمزہ میں لکھا ہے کہ ابو القاسم کی کنیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی اختصار  
 پانسی کی مناسبت کی وجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمامی شیون میں  
 خلیفہ اعظم ہونے کی علامت ہی علی الخصوص رزاق اور علوم اور معارف اور  
 طاعات کی قسمت کے مقام میں صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا اَنَا  
 قَاسِمٌ وَاللّٰهُ الْمُعْطٰی کر کے جو فرمائے اسی جیسے ہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے خصایص میں اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مفاتیح الخزان عطا  
 کیا کر کے اسی اسلئے کہتے ہیں اور بعضے علماء کہتے ہیں خزان سے اجناس عالم  
 کے خزان مراد ہیں تاکہ کالے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسد رکھ عالم کو  
 مطلوب ہی پھر اس عالم میں جو چیزیں ظاہر ہوتے ہیں اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 جو آپ کے ہاتھ میں کنجیان ہیں دیتے ہیں اور جیسا اللہ تعالیٰ مفاتیح الغیب کی

سے مختص ہوا ہی اللہ تعالیٰ کے سواے انکو کوئی نہیں جانتا ایسا ہی نبی صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خزان الہیہ کے کنجیان کی عطائے مختص کیا بہ خزان  
 الہی سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پر انتہی  
 کلام ابن حجر۔ مواہب اللدنیہ وغیرہ میں ہے کہ حمل کے دنوں میں مذاکہ گئی  
 ملکوت میں اور عالم بیروت میں کہ معطر کرو جو امع قدس کو اور بخورد  
 جہات شرف اعلیٰ کو یعنی عدا ماتِ تعظیم کو آسمانوں اور اسکے اطراف میں  
 ظاہر کرو فرج و خوشی پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ملائکہ مقبرہ کے صفوں  
 میں عبادت کے مصلے اور سجادے بچھاؤ یعنی رشتہ کو انکو حکم ہوا کہ عبادت  
 کیواسطے آمادہ ہو اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیواسطے سرور و خوشی ظاہر  
 کرو کیونکہ نور مکینوں نے آمنہ کی شکم طرف نقل کیا۔ حافظ خطیب بغدادی  
 نے سہل بن عبد اللہ التستری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کی محل کی شب کو جو پہلی رجب کی تھی اور شب جمعہ تھی اللہ تعالیٰ  
 خازن جنان یعنی بہشت کے دربان کو حکم فرمایا کہ جنت الفردوس کو جو  
 بہشت کے اعلیٰ درجوں سے ہی کشادہ کرو اور منادی آسمانوں اور زمین  
 میں ندا کیا کہ خبردار ہو جو کہ نور مخرجون مکینوں جس سے نبی ہادی موجود ہوتا ہے

سو آجکی رات آمنہ کی شکم میں قرار پاتا ہی اور نکلتا ہی لوگوں کی طرف  
جس حال میں کہ بشیر اور نذیر ہی یعنی خوشی سنا نیوالا اور ڈرانے والا اور کعب  
الاجبار سے مروی ہی کہ اس شب کو آسمان اور اس کے جوانب میں اور  
زمین اور اس کے جگہوں میں نذاکی کئی کہ نور مکینوں جس سے رسول صلی اللہ علیہ  
آلہ وسلم موجود ہوتے ہیں سو انکی والدہ کے شکم میں نقل کیا فیاطوبی  
لہا ثم یاطوبی یعنی پس خوشی واسطے آمنہ کے پستری خوشی قال

کہے ابن عباس رضی اللہ عنہما وبقی فی بطن امہ تسعة اشھر  
گلا اور باقی رہے نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اپنی والدہ کی شکم میں نوں  
مہینے کامل۔ کمال فتح سے کاف اور میم مخفف کے معنی سے کامل کے یعنی نبی  
کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے حمل کی مدت پور نوں مہینوں کی تھی یہی قول  
صحیح ہی بعض کہتے ہیں حمل کی مدت دس مہینوں کی تھی اور بعض کہتے ہیں آٹھ  
مہینوں کی اور بعض کہتے ہیں سات مہینوں کی اور بعض کہتے ہیں چھ مہینوں کی۔  
لا تشکرو وجعا نہیں شکایت کرتے تھے بی بی آمنہ کسی ایک درد کو قیے  
اور حاملہ عورتوں کو سر میں یا اعضا اور مفاصل کے ضعف و سستی کے باعث  
بدن میں درد رہتا ہی ویسا ہی بی آمنہ کو کچھ تھا ولا ریخا ولا مغصا



اور نہ شکایت کرتے تھے کوئی ریح کو اور نہ کسی بچ کو یغے کچھ ریح اور بچ  
 اور بچ وغیرہ بی بی آمنہ کے شکم میں نہیں تھے بچان دوسرے حاملہ عورتوں

وَلَا مَا يَعْزُضُ لِلنِّسَاءِ مِنْ ذَوَاتِ الْحَمْلِ اور نہ شکایت کرتے  
 کوئی ایک چیز کتین جو عارض ہوتی ہے حمل والے عورتوں کو یغے بعضے ماکول  
 چیزوں کی اشتہا ہونا اور بعضوں سے نفرت یا کچھ کھاوے سوئی ہو جانا اس  
 قسم کے عارضے بی بی آمنہ کو عارض نہیں ہو جیسے اور حاملہ عورتوں کو ہوتے ہیں  
 بی بی آمنہ سے مروی ہے کہ کہے واللہ میں کوئی حمل نہیں دیکھی جو خفیف ہو اس  
 سے اور نہ اعظم برکت معلوم کیجئے کہ ان دونوں حدیثوں اور بھی بعضے احادیث  
 معلوم ہوتا ہے کہ بی بی آمنہ کے بدن میں کچھ ثقل اور فتور نہیں تھا جیسا کہ دوسرے  
 حاملہ عورتوں کو ہوتا ہے مگر بعضے احادیث میں آیا ہے کہ بی بی آمنہ حمل کا ثقل باریک  
 اور اپنی ساتھ والے عورتوں کو اسکی شکایت کرتے تھے سو اس عارض کو  
 حافظ ابو نعیم نے اسطورے جمع کیا ہے کہ ابتدا سے حمل کی وقت ثقل تھا پھر  
 حمل ستر ہوا بعد ثقل جا رہا اور خفیف ہوا اور ان دونوں حالتوں میں  
 حاملہ عورتوں کو اسکا خلاف ہوتا ہے۔ اور بعضے اس طور سے جمع کرتے ہیں کہ  
 جو ثقل تھا سودہ ثقل معنوی ہے یعنی درد الم اور جو ثقل یا گیا سو ثقل حسی

ہی یعنی زیادتی مقدار بغیر الم و تعب کے و هَلَاكَ اَبُوهُ عَبْدُ اللَّهِ  
وَهُوَ فِي بَطْنِ اُمِّهِ اور وفات پائے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے عبد اللہ جس جاہلین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ماں کے شکم میں تھے  
صحیح اور مشہور قول یہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حمل ٹھہرے بعد  
مہینوں کے عبد اللہ کی وفات ہوئی۔ بعضے کہتے ہیں کہ ولادت شریف  
کے پیش از دو مہینوں کے وفات ہوئی۔ بعضے کہتے ہیں کہ ولادت شریف  
کے بعد دو مہینوں کے بقولے سات مہینوں کے بقولے نوں مہینوں کے ہوئی  
لیکن یہ سب اقوال ضعیف ہیں۔ اور عبد اللہ کی عمر انکی وفات کی وقت  
پچیس سال کی تھی بقولے تیس سال کی بقولے اٹھائیس سال کی بقولے اٹھارہ  
سال کی اسی اخیر قول کو حافظ علائی اور حافظ ابن حجر تصحیح کئے ہیں اور  
شیخ جلال الدین سیوطی بھی اسکو اختیار کئے ہیں۔ اور عبد اللہ تجارت کو اگلے  
قریش کے ہمراہ گئے سوراہ میں بنجار ہو اور مدینہ منورہ میں اپنے ماموں نبی  
بن النجار کے پاس ایک ہمسیرہ رہ کر انتقال کئے۔ اور عبد اللہ برسہ سنی اور  
بہت رحمہ والے اور نہایت خوبصورت تھے انکے پیشانی پر نبی صلی  
علیہ وآلہ وسلم کا نور چمکتے رہنے سے انکا حسن دو بالا ہوا تھا فقالت

الْمَلَائِكَةُ پس کہے فرشتے جناب باری تعالیٰ کیطرف خطاب کر کے اَلْهٰنَا  
 وَ سَيِّدَنَا اسی آلہ ہمارے اور اسی سردار ہمارے۔ یہاں حرفِ ندا  
 محذوف ہی بَقِیْ نَدِیْكَ یٰتِیْمًا باقی رہا بنی تیرا یتیم ہو کر یتیم اس کے  
 کو کہتے ہیں جسکا باپ مر جاوے۔ اور اعلیٰ درجہ کا یتیم وہ ہی کہ لڑکا اپنی ماں  
 کے شکم میں ہے سو وقت اسکا باپ مر جاوے۔ اور بنی کریم صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کے یتیم ہونیکے وجہ علما لکھتے ہیں کہ تاکہ آپ مدارج علیہ کو پہنچے  
 تو اپنے اوایل امر کو نظر فرماوے اور اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم جو اپنے پر  
 ہی اسکو معلوم کرے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بنی  
 کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یتیم ہونیکے وجہ یہ ہے کہ آپ پر کسی مخلوق کا  
 حق نہ ہے۔ علما کہتے ہیں کہ اس قول پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ بنی صلی  
 علیہ وآلہ وسلم کی والدہ چھ سال تک باقی تھے تو بی بی آمنہ کا حق اس وقت  
 تک بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر باقی رہا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ حقوق بعد  
 بلوغ کے ثابت ہوتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن بلوغ کو  
 پہنچنے کے قبل بی بی آمنہ کی وفات ہوئی۔ بندہ عاصی کہتا ہے کہ بنی کریم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یتیم ہونے میں گویا یہ بھی ایک اشارہ ہے کہ آپ

نزانہ الہی میں معدوم النظر در یتیم میں آپ کے مانند جو اہر خانہ قدرت الہی  
 میں کوئی گوہر بے بہا نہیں اور نہ ہوگا جیسا بعض مفسرون نے اَلَمْ  
 یَجِدْكَ یَتِماً فَآوٰی کی آیت میں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی شان میں ہی یتیم کی معنی معدوم النظر اور بے مثال کی کہتے ہیں اور اس  
 آیت کی معنی یوں کہتے ہیں کہ کہا نہیں پایا تجھ کو گائے بے نظیر مانند در یتیم  
 کے تمامی عالم میں پھر اپنی پناہ میں لیا۔ اور در یتیم اس موتی کو کہتے ہیں  
 جو خوبی اور برائی اور صفائی و روشنی میں ویسا کوئی موتی نہ ہو پھر وہی  
 موتی سوائے پادشاہوں کے کسی اور کے لائق نہیں ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم یتیم تھے ایسی حقیقت میں تھے جو دوسرا کوئی آپ کے مثل نہ ہو اور  
 اور نہ ہوگا پھر ایسے یتیم کو کوئی جگہ لائق تھی مگر اللہ تعالیٰ کی قربت میں سوا کچھ  
 اپنے نہایت قرب میں کیا پھر خلعتِ اصطفیٰ اور محبوبیت کی پہنایا اور  
 مختار و دونوں جہاں کا کیا اور انکا آپ حافظ و نگہبان ہوا فَعَالَی اللہ  
 پس فرمایا اللہ تعالیٰ یعنی فرشتوں کے جواب میں اِنَّا لَہٗ وَلِیٌّ وَحَافِظٌ  
 وَنَصِیْرٌ میں نے واسطے اسکے ولی ہوں اور نگاہبان اور نصرت دینے  
 والا۔ یعنی وہ ہمارا حبیب اور خلیل ہی ہم اسکی عزت و تعظیم واسطے

تاحی مخلوقات کو وجود میں لائے ہم اپنی شانِ ربوبیت کو ظاہر کئے اب  
 اس سے ہم غافل نہیں ہیں بلکہ اُسکے والی ہیں اسکو ایسے بلند مراتب  
 اور مقامِ قربت کو پہنچا دیں گے کہ وہاں تک نہ کوئی نبی مرسل پہنچا ہی اور  
 نہ کوئی فرشتہ مقرب۔ اور ہم اُسکے حافظ ہیں ہر جہد کہ کفار اور منافقین  
 اسکو قتل کرنے اقسام کے مکر اور دغا میں کریں گے لیکن ہم انکی مکر و دغاؤں کو  
 انہیں کفار پر پھر دینگے۔ اور ہم اسکو نصرت دینے والے ہیں اسکی ایسی نصرت  
 دیاری کریں گے کہ وہ سب پر غالب آویں گا اور اسکے رعب و دُرسے برے  
 برے سلاطین کے جگر پانی ہو جا دیں گے۔ معلوم کیجئے کہ قتعالی نے قرآن  
 شریف میں بہت جگہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا ہے کہ میں  
 تمہارا حافظ اور نگہبان ہوں اِذَا نَجَّيْتُمْ مِنْ اَحَدِ الْغَمِّمْ فَرَّجْتُ لَكُمْ رَيْكًا  
 فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا یعنی تو تمہارا رہ منتظر اپنے رب کے حکم کا تو تو ہمارے  
 آنکھوں کے سامنے ہی یعنی تو محفوظ ہی ہمارے عینِ عنایت میں۔ اس  
 آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو تعظیم و تکریم کی گئی ہے سواہل  
 بصیرت پر محض نہیں۔ وَتَبَرَّكُوا بِمَوْلَدِهِ فَمَوْلَدُهُ مَيْمُونٌ مَبَارَكٌ  
 اور برکت تو تم پیدائش سے اُسکے کیونکہ پیدائش اُسکی میں برکت و برکت دہی گئی

ہی۔ یعنی اسکی پیدائش تمامی مخلوقات کے حق میں مبارک ہی تم بھی اس سے برکت لو۔ اور مولد فتح سے میم اور کسر لام سے مصدر میمی ہے معنی سے ولادت کے معلوم کیجئے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب متولد ہوئے تو آپہی فرمائے جَعَلَنِي مُبَارَكًا يَوْمَ أَن مَلَأْتَنِي مِنْ مَرْغَمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا لَا يَرَى ۚ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا يَوْمَ أَن مَلَأْتَنِي مِنْ مَرْغَمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا لَا يَرَى ۚ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا يَوْمَ أَن مَلَأْتَنِي مِنْ مَرْغَمٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا لَا يَرَى ۚ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کو کہ خود جناب باری عز شانہ نے فرشتوں سے بطور تاکید کے میمون مبارک دو مترادف لفظ کو ذکر فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش نجستہ اور مبارک ہی۔ اور بھی عیسیٰ علیہ السلام اپنی ذات کو مبارک ہی کر کے فرمائے بخلاف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپکی پیدائش کو اللہ تعالیٰ نے مبارک کہا جب پیدائش آپکی مبارک ہو تو ذات شریف کدھر چھ مبارک ہوگی کس شرف کو طاقت ہی کہ اسکی کنہ کو پہنچ سکے۔ اس میں جو آپکی تعظیم ہی سو مخفی نہیں وَفَتْحَ اللَّهُ لِمَوْلَاهُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ وَجَنَّاتٍ ۚ اور کشادہ کیا اللہ تعالیٰ نے واسطے پیدائش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ نکو آسمان کے اور جنتوں کے شیخ زرقانی اور شبراہی وغیرہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آسمان اور بہشت کے دروازے بند رہتے ہیں لیکن کسی اسباب خیر کے لئے کشادہ

ہوتے ہیں چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت بھی ایک نعمت  
 عظیم ہی ہو اسکی خوشی دس در اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فقہیت  
 و کرامت کو ظاہر کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کے دروازے  
 کشادہ کیا۔ اور جنان کسے کسے جم کے جمع ہی جنت کی بہشت کو کہتے ہیں  
 اور وہ سات آسمانوں کے اوپر اور عرش کے نیچے ہی اور جنت سات ہیں  
 جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ جنت الفردوس اور جنت عدن  
 اور جنت النعیم اور دار الخلد اور جنت الماوی اور دار السلام اور علیون نکات  
 اَمِنَةُ تَحَدَّثُ عَنْ نَفْسِهَا پس تھے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کھڑ  
 کرتے تھے اپنے نفس سے یعنی اپنا حال بیان کرتے تھے۔ آپہنہ ہمزہ کے  
 بعد اور میم کے کسر سے اسکے بعد نون ہی نام ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی والدہ کا وہ اصل میں اسم فاعل کا صیغہ تھا اَمِنَ یا مَن سے پھر نقل کر  
 بی بی کا نام رکھے تاکہ تفاعل ہو دے کہ آپ ہر مکر وہ سے امن میں ہیں۔  
 بی بی آمنہ بیٹی ہیں حبیب بن عبد مناف بن زہرہ کے اور قریش کے افضل  
 عورتوں سے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھ برس کو  
 پہنچی تو بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھ کر اپنے قراب

کو دیکھنے میں منورہ کو گئے اور بنی بخار جو قرا بتوالے تھے انہوں کے  
یہاں ایک مہینا رہے جب وہاں سے کلکڑ دینے کے قریب ایک مجمع  
میں جوابو انام تھا پہنچے تو آمنہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا اس وقت  
بی بی کی عمر تقریباً بیس سال کی تھی۔ بعض کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کی عمر اس وقت چار سال کی تھی بقولے پانچ سال کی بقولے سات سال  
کی بقولے فون سال کی۔ روایت کیا ہی ابو نعیم نے محمد بن شہاب الزہری  
کی طریق سے وہ اسما بنت رُہم سے وہ اپنی ماں کے کہ بی بی آمنہ جس  
بیماری میں انتقال کئے اس وقت میں اُنکے نزدیک تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم اس وقت پانچ سال کے رہے تھے اور بی بی آمنہ کے سر ہاتھ پہنچی  
صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر خدایتاً  
پر ہے بخمیدہ دو بیت بھی ہیں **۵** **إِنْ صَحَّ مَا أَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ**؛  
**فَأَنْتَ مَبْعُوثٌ إِلَى الْإِسْلَامِ**؛ **تُبْعَثُ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَامِ**؛ **تُبْعَثُ**  
**فِي التَّحْقِيقِ وَالْإِسْلَامِ**؛ یعنی میں جو خواب میں دیکھی اگر صحیح ہو تو تم  
مبعوث ہیں تمام صدیق کی طرف اور مبعوث کئے جاؤ گے تم حل و حرام  
میں اور مبعوث کئے جاؤ گے تم تحقیق اور اسلام میں۔ اسکے بعد بی بی آمنہ



فرمائے جو زندہ ہی وہ مرنیوالا ہی اور جو نیا ہی وہ گنہ گار ہو نیا ہی اور جو  
کثیر ہی وہ فنا ہوتا ہی اور میں مرنیوالی ہوں اور میرا ذکر باقی ہے اور میں  
بزرگ عظیم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑی ہوں اور میں پاک بنی ہوں  
اسکے بعدی بی آمنہ کا انتقال ہوا رضی اللہ عنہا اور جنات اپنی نوحہ کرتے

تھے سو ہم سنتے تھے ان آیات میں تکوینیت یاد میں شعر  
نَبِيَّ الْفَتَاةِ الْبَرَّةِ الْأَمِينَةِ ۚ ذَاتِ الْجَمَالِ الْعَفَّةِ الزَّيْنَةِ  
زَوْجَةَ عَبْدِ اللَّهِ وَالْقَرِينَةِ ۚ أَقْرَبَنِي اللَّهُ ذِي السَّكِينَةِ ۚ  
وَصَاحِبِ الْمُنْبَرِ بِالْمَدِينَةِ ۚ صَارَتْ لَهَا حَفْرًا رَهِينَةً ۚ

یعنی روتے ہیں ہم جوان عورت پر جو نیکی کر نیوالے تھی امینہ صاحب جمال  
اور عفت اور وقار کی عورت عبد اللہ کی اور والدہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی جو صاحب منبر کے ہیں مدینہ میں ہو گئی وہ بی بی اپنی قبر میں مرہون۔

وَقَوْلُکُمْ اور کہتے تھے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا اتانی ات آیا میرے  
تین ایک آنیوالا یعنی فرشتہ حین مَرَّ بِی مِنْ حَمَلٍ سِنَّةٍ أَشْهَرٍ  
جیکہ گزرے جبکہ حمل سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ مہینے معلوم کیجئے  
کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حمل شریف چھ مہینہ نکلتا تھا اس وقت

فرشتہ اگر کہا اور ابن اسحق کی حدیث جو ہم آئندہ ذکر کریں گے اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ ابتدائی حمل میں فرشتہ آیا سو اس میں کچھ منافات نہیں کیونکہ متعدد فرشتے آئے ہیں یا وہی فرشتہ مکرر آیا ہے فو کزنی برجلہ فی المنام پس مارامیرتین اپنے پانوں سے خواب میں ابن حجر مکی اپنے رسالہ مولد میں جو ابو نعیم سے روایت کئے ہیں سوا اس کا لفظ یہ ہے فو کزنی فی المنام برجلہ یعنی پس حرکت کیا میرتین خواب میں پاؤں سے اپنے معلوم کریں کہ وکزنی برجلہ اور رکضی برجلہ مرکب الفاظ عرب کے محاورہ میں اشارہ کرنیکی معنی سے آتے ہیں اس کا حقیقی معنی جو پاؤں سے مانا ہی یہاں مراد نہیں جو شخص کہ عربی زبان سے وقفیت لکھا ہے اور انکے محاورہ کو جانتا ہے اس پر یہ بات مخفی نہیں ہے وقال لی اور کہا مجھ کو یعنی وہ فرشتہ جو آیا تھا یا اَمْنَةً اِنَّکَ قَدْ حَمَلْتَ بَخِیْرَ الْعَالَمِیْنَ طُرّاً اسی آمنہ تحقیق کہ تو مقرر حاملہ ہوئی ہے ساتھ بہترین عالم کے تمامی۔ یعنی تم جسکو حاملہ ہوے ہیں وہ تمامی مخلوقات گذشتہ اور موجود اور آئندہ گون سے بہتر ہی اسکے مثل نہ کوئی فرشتہ ہو اسی نہ کوئی انسان نہ کوئی دوسرا مخلوق۔ عالم ہستہ سے لام کے وہ جمہ عالم کی ہی

یہ نہیں اس میں اختلاف ہے اکثر علما کہتے ہیں کہ وہ جمع عالم کی ہی فتح سے  
لام کے اور اس سے مراد تمامی مخلوقات ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
تمامی مخلوقات سے افضل ہونا یقینی بات ہے اور اسکو جاننا از جملہ ضروریات  
دین کے ہے اس میں شک کرنا کفر و ارتداد ہے۔ ابن اسحق روایت کیا ہے کہ  
بی بی آمنہ کے مجھکو معلوم ہوا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمل سے ہوں  
اور نہ کچھ ثقل پائی اور نہ اشتہا جو حاملہ عورتوں کو ہوتی ہے مگر حیف منقطع  
ہوا پھر آیا میرے میں ایک آنیوالا جس حال میں کہ میں خواب اور بیداری کے  
درمیان تھی مجھکو کہا آیا معلوم کنی تو کہ مقرر تو حاملہ ہوئی ہے سید الانام  
کو یعنی تمامی خلایق کے سردار کو اسکے بعد ولادت کے قریب دنوں میں پھر  
آیا اور کہا جب تو جنم گی تو اسکو کہہ اَعْمِدُہُ بِالْوَحْدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ  
حَاسِدٍ اسکے بعد اسکا نام محمد کر کے رکھ دیا روایت کیا ہے ابو نعیم نے  
بریدہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے کہ بی بی آمنہ خواب میں دیکھے انکو  
کسی نے بولا مقرر تو حاملہ ہوئی ہے خیر البریہ اور سید العالمین کو جب جنم لیا تو  
اسکا نام احمد اور محمد کر کے رکھ دیا اور اپنے ہم لگا و پھری بی آمنہ بیدار ہو  
تو انکے سر ہانے ایک سونکی تختی ہے اسپر لکھا ہوا ہے اَعْمِدُہُ بِالْوَحْدِ

مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ وَكُلِّ خَلْقٍ رَائِدٍ مِنْ قَائِمٍ وَقَاعِدٍ عَنِ  
 السَّبِيلِ عَانِدٍ عَلَى الْفَسَادِ جَاهِدٍ مِنْ نَافِتٍ أَوْ عَاقِدٍ وَ  
 كُلِّ خَلْقٍ مَارِدٍ يَأْخُذُ بِالْمَرَاصِدِ فِي طُرُقِ الْمَوَارِدِ أَمْهَاقَهُمْ  
 عَنْهُ بِاللَّهِ الْأَعْلَى وَأَحْوَطُهُ مِنْهُمْ بِالْيَدِ الْعَلِيَا وَ  
 الْكَفِّ الَّذِي لَا يَرَى يَدَ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ وَحِجَابَ  
 اللَّهِ دُونِ عَادِيهِمْ لَا يَطْرُدُوهُ وَلَا يَضُرُّوهُ فِي مَقْبَلٍ  
 وَلَا مَنَامٍ وَلَا مَسِيرٍ وَلَا مَقَامٍ أَوَّلَ اللَّيَالِي وَأَخْصَرَ  
 الْأَيَّامِ اس حدیث کو شیخ جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں  
 لکھا ہے وَإِذَا أَوْلَدَتْهُ پر جب قبیلہ اسکو ولد نہ کا لفظ تاسی کسور  
 اور اسکے بعد ہامہ سے جو ضمیر مفعول کی ہے واقع ہوا۔ بعض روایتوں میں  
 تا اور ہا کے درمیان یا سے تحتانیہ اشباع کا واقع ہوا ہے کم لغت ہی  
فَسَمِيَهُ مُحَمَّدًا پس نام رکھ اسکو محمد کر کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلوم  
 کیجئے اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو خواب میں  
 فرشتہ اگر کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک محمد کر کے رکھ اور  
 بعض روایتوں میں آیا کہ عبدالمطلب خواب میں دیکھے گویا روپے کی زنجیر

انکے پیچھے سے نکلی ہی اسکی ایک طرف آسمانیں اور ایک طرف زمین میں اور ایک طرف مشرق میں اور ایک طرف مغرب میں ہی اسکے بعد وہ زنجیر ایک جہاز ہو گئی اسکے ہر پہرے پر نور ہی اور یکایک اس سے اہل مشرق اور مغرب سب لٹکتے ہیں جب عبدالمطلب بیدار ہو کر اس خواب کو ظاہر کئے تو کائنات میں نے تعبیر کئے کہ انکے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اہل مشرق اور مغرب سب اسکے تابع ہونگے اور اسکو اہل آسمان زمین حمد کریں گے اس لئے عبدالمطلب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک محمد کر کے رکھے اسکے سولے بی بی آمنہ بھی اپنی خواب کی انکو خبر دئے۔ اور بیہقی نے ابی الحسن القنوجی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف کے ساتویں روز عبدالمطلب نے بکرا ذبح کئے اور قریش کو دعوت دئے جب وہ لوگ کھانا کھا کر پوچھے تمہارے لڑکے کا کیا نام رکھے تو عبدالمطلب کہے محمد کر کے رکھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کہے اپنے لوگ کے نام سے کیونکہ زکھے عبدالمطلب کہے میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اسکا حمد آسمان میں کرے اور خلق زمین میں انتہی۔ اگرچہ ان احادیث میں ظاہر مخالفت معلوم ہوتی ہے لیکن کچھ مخالفت نہیں کیونکہ اس نام مبارک کو اللہ تعالیٰ

اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے پسند کر کے زمین و آسمان پیدا  
 پیدا کر نیکے ہزاروں برس آگے اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا جب ولادت  
 شریف کے ایام قریب آئے تو عبدالمطلب اور بی بی آمنہ دونوں کو الہام اور  
 خواب سے معلوم کر دیا سو اسکے مطابق رکھے۔ روایت کئے ہیں ابن ابی  
 عاصم اور ابو نعیم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ تعالیٰ فرمایا اے موسیٰ مقرر  
 جو شخص کہ تجھ کو ملاقات کیا اور وہ جاہل ہے محمد سے تو اس شخص کو دوزخ میں  
 داخل کر دے گا پس کہے موسیٰ نے محمد کون شخص ہیں اللہ تعالیٰ فرمایا اے موسیٰ  
 قسم ہی میری عزت و جلال کی پیدا نہیں کیا میں نے کسی خلق کو جو وہ اکرم ہو  
 مجھ پاس محمد سے میں نے اسکا نام میرے نام کے ساتھ عرش پر لکھا اسانوں  
 اور زمین اور آفتاب و مہتاب کو پیدا کر نیکے بیس لاکھ برس آگے۔  
 روایت کیا ہی ابن عساکر نے کعب الاحبار سے کہ آدم علیہ السلام اپنے  
 فرزند شیت علیہ السلام کو وصیت کئے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرینگے تو  
 اسکے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو بھی یاد کرو کیونکہ میں دیکھا ہوں  
 انکے نام کو عرش کے بائیں پر لکھا ہوا جس حال میں کہ میں درمیان روح  
 اور مٹی کے تھا اسکے بعد میں آسمانوں پر پھر اس آسمانوں میں کوئی جگہ نہیں

دیکھا مگر اسپر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا ہوا ہی اور میرا رب مجھ کو  
 جنت میں رکھا پس نہیں دیکھا میں جنت میں کوئی محل اور نہ کوئی بلاخانہ  
 مگر اسپر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لکھا ہوا پایا اور ہر آئینہ تحقیق کہ میں  
 دیکھا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو جو رعین کے سینوں پر اور جنت  
 کے جہازوں کے پتوں پر اور طبوبی کے جہاز کے پتوں پر اور سدرۃ المنتہی  
 کے پتوں پر اور حجابوں کے اطراف پر اور فرشتوں کے آنکھوں میں  
 اور تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور یاد بہت کرو کیونکہ فرشتے آگے سے  
 یعنی میں انکو دیکھنے کے پہلے سے تمامی وقتوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کو یاد کرتے ہیں۔ روایت کئے ہیں ابوالشیخ اور حاکم نے ابن عباس رضی  
 اللہ عنہما سے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ تم محمد صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ اور حکم کرو تمہاری امت کو کہ ایمان لاؤ میں  
 اپنا اگر محمد نہیں ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت کو اور نہ دوزخ کو  
 اور ہر آئینہ پیدا کیا میں نے عرش کو پانی پر پیر عرش نے اضطراب کیا تو لکھا میں نے  
 اسپر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پیر تسکین بنا عرش حاکم کہا یہ حدیث صحیح  
 ہی یقینی اور سبکی اسکی صحت کو ثابت رکھے ہیں ابن حجر کہا یہ حدیث

حکم میں مرفوع کے ہی۔ قاضی عیاض وغیرہ علما لکھتے ہیں کہ اس اسم کے  
عجائب خصائص اور بدیع آیات سے ہی کہ اللہ تعالیٰ اس اسم کو نگاہ  
رکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے قبل کوئی شخص اس اسم سے  
موسوم نہ ہوا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف کے  
قریب دوفونین شایع ہوا کہ نبی آخر الزمان مبعوث ہونگے انکا نام محمد رہیگا تو  
چھ سات شخص اپنے بچوں کا نام رکھے اس امید سے کہ اسکو نبوت ملے۔  
اللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ اُسکے بعد اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جبکا  
نام محمد رکھے نبوت کا دعویٰ کرنے سے نگاہ رکھا تا کہ ضعیف القلب لوگ  
کے دوفونین شک شبہ نہ پرے۔ اور لفظ محمد وزن پُر مفعّل کے ہی مبالغہ کا  
صیغہ معنی سے محمود کے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت حمد کئے گئے ہیں  
اور خلق اولین و آخرین آپکو حمد کئے ہیں اور اللہ سبحانہ اس نام مبارک کے اپنے  
اسم الحمید سے یا محمود سے مشتق کر کے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کا نام محمد رکھا اسی کے طرف حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اشارہ کر کے  
اپنے شعر میں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں لکھے ہیں کہتے ہیں  
وَضَمَّ اِلَالَهُ اسْمَ النَّبِيِّ اِلَى اسْمِهِ ۖ اِذَا قَالُوكَ الْحَمْدَ الْمَوْذُونُ



اَشْهَدُ ۚ وَشَقَّ لَهُ مِنْ اِسْمِهِ لِجَلَّةٌ ۚ فَذَوُ الْعَرْشِ مُحَمَّدٌ  
 وَهَذَا مُحَمَّدٌ ۚ یعنی ضم کیا اللہ تعالیٰ نے نام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے اپنے نام کے ساتھ جبکہ کہا مودن نے پانچ وقت اشہد اور شق کیا  
 اللہ تعالیٰ واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے نام سے تاکہ بزرگی دیوے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پس صاحب عرش یعنی اللہ تعالیٰ محمود ہے  
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد بن آدم سہیلی نے روض الانف  
 میں کہا سورۃ الحمد کو جو مخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا  
 دوسرے انبیاء پر نازل نہیں ہوا اور لو احمد اور مقام محمود آپ جو مخصوص  
 ہوئے ہیں اور قرآن سنت نے ہمیشہ شروع کیا کہ کا مان پورے ہو  
 بعد الحمد رب العالمین کہنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمد کو سنت  
 ٹھہرائے ہیں کھانے اور پینے کے بعد اور فرماے سفر تمام ہو بعد ایشون  
 تَابِعُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ جب تو ان سب کو نظر کریگا  
 تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم کے معانی یاد کیگا اور معلوم کریگا کہ  
 آپ جو حمد و حمد سے خاص کئے گئے ہیں مودے موافق آپ کے معنی کے  
 اور مطابق آپ کے صفت کے ہیں اور اس میں برہان عظیم اور دلیل واضح ہے

آپکی نبوت اور کرامت پر جو اللہ تعالیٰ آپکو مخصوص کیا ہی اور اللہ تعالیٰ آپکے  
 وجود کے قبل ان تمام مقدموں کو مقدم کیا آپکی اکرام اور تصدیق امر کو پہلے  
 انتہی دنیا اور معلوم کرین کہ یہ اسم اعظم ہی اسمین اللہ تعالیٰ جو جو اسرار اور  
 رموزات اور برکات کو رکھا ہی سوا انکو سواے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں  
 جانتا ہی اور جسکو اللہ تعالیٰ نے نور الہیہ سے مدد کیا ہی وہ شخص اپنے حوصلے  
 کے موافق معلوم کرتا ہی رباعی اسی نام تو راحت روان ہمہ کس ۛ  
 و ز نام تو پیدا است نشان ہمہ کس ۛ از نام خوش تو جان من تازہ شد ۛ  
 جان من تنہا نہ کہ جان ہمہ کس ۛ شیح قسطلانی نے مواہب اللدینیہ میں  
 لکھا ہی کہ اس اسم شریف میں بہت سے خصایص ہیں از انجہ ایک  
 یہ بھی ہی کہ اس نام مبارک میں چار حرف ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے نام کو محمد  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام موافق ہووے کیونکہ اللہ کے لفظ میں چار حرف  
 ہیں اور محمد میں بھی چار حرف ہیں۔ مولانا سید محمد عبد اللہ بن السید محمد غلام  
 رحمہما اللہ نے زاد اللیب فی خصایص الحبیب میں لکھا ہی کہ حضرت صلی  
 علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک کلمۃ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ میں ہی اس اسم شریف  
 اسلام اور ایمان کو رونق ہی شیح زرقانی شرح المواہب میں ابن النعمان

نقل کیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے شیاطین جو مسخر ہوئے تھے سو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا ذکر رہنے سے تھا۔ یعنی سلیمان علیہ السلام کی مہر جسکو پہننے سے شیاطین انکے مسخر ہوتے تھے سو اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف لکھا ہوا تھا اسکی برکت سے شیاطین انکے مسخر ہوئے تھے چنانچہ بلہ افی نے عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے سلیمان بن داؤد کے مہر کا گینہ آسمان کا تھا ان کے نزدیک ڈال گیا تو انہوں اسکو لیکر اپنے مہر میں رکھے اور اسکا نقش انا للہ لا الہ الا انا و محمد عبدی و رسولی کر کے تھا شیخ محمد بن الفضل قاسم الرصاع رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ المعبود فی شرح اسماء السید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لکھا ہے کہ اس اسم کریم کا شرف اور برکت اور رحمت تابع ہی اسکے مسمی کے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرہ صریح اسکے مسمی یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس اسم کی برکت اور رحمت اور شرف سے تمام عالم میں برکتوں کو ظاہر کیا اور بہت سے واصفون نے جو خواص دریا محبت میں سو اس اسم عظیم میں جو اسرار مخفی ہیں اور اسکے حروف میں جو کچھ موز

پوشیدہ ہیں سو انکو ظاہر کرنے بہت کوشش کئے اور اس میں پر نے بہت  
 سبالغہ کئے اور بہت سے برے برے عظیم الشان کتب اس بیان میں لکھے  
 کئے باوجود ان تمام کے انکو اسرار اسم حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فقط ایک  
 سر اور بید سے ظاہر ہوا مگر ایک نقطہ اور انکو اشارہ ہوا مگر ایک رمز کا  
 اور وہ جو مخفی رہے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کے خزانہ  
 اسرار سے سو اسکو کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ہی مگر اللہ تعالیٰ اور اس  
 اسم مبارک کے فضائل اور شرف سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین سو  
 چودہ نبیوں کو رسول بنا کر خلائق کی ہدایت کو بھیجا اور ان سبکو صفات فضائل  
 و کمالات عطا کیا اور وہ سب رسولان صفات کمال میں مشترک ہیں با  
 این ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک صفت خاص سے متصف کیا اور اپنے  
 حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سب صفات مخصوصہ کا جامع بنایا اور  
 صفات کمال جو ہر ایک رسول میں متفرق تھے سو ان سبکو حضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی ذات میں مجتمع کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوبوں کو یہ  
 بات معلوم کرنے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سنیں  
 تو اپنے فضل کو یاد کرنے آپ کا اسم مبارک محمد کر کے رکھا کیونکہ اس نام مبارک

کے حروف کے اعداد کو جمل کبیر کے حساب سے جمع کریں تو اسکا مجموعہ تین سو چودہ کا ہوتا ہے موافق اعداد رسولوں کے اور اس میں اشارہ کہ صفات کاملین اگرچہ اللہ تعالیٰ کے انبیا اور رسل میں متفرق تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے حبیب اکمل مخلوقات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دسب جمع ہوئے ہیں انتہی۔ روایت کیا ہی ابو نعیم نے اپنے حلیہ میں دسب کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی دو سو برس کرتا رہا جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل اسکا پادون پکڑ کے گہو تر عین والدئے پہر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجا کہ تم اسکو غسل دیو اور کفن پنا کے تامی بنی اسرائیل کے ساتھ اسپر نماز پڑھو پھر موسیٰ علیہ السلام حکم موافق عمل کئے بنی اسرائیل اس سے بہت تعجب کئے اور موسیٰ علیہ السلام سے کہے کہ بنی اسرائیل میں اس سے بڑھ کر کوئی گنہگار نہ تھا موسیٰ علیہ السلام فرمائے میں بھی جانتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسا حکم کیا ہی بنی اسرائیل کے اللہ تعالیٰ سے سوال کرو پھر موسیٰ علیہ السلام سوال کئے تو اللہ تعالیٰ وحی بھیجا کہ پیچھے ہی وہ مجھ کو دو سو برس نافرمانی کیا مگر اس نے ایک روز تورات کھولا محمد کے نام کو لکھا ہوا پایا پھر اس نام کو بوسہ دیا اور اپنے دونوں آنکھوں پر

رکھا اسلئے میں نے اُسکے دو سو برس کے گناہوں کو معاف کر دالا۔ اسی ہونٹو  
 بنی اسرائیل کا گنہگار آدمی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نام کی  
 تعظیم کیا تو بخشش پایا پھر جو شخص کہ ایک امت میں رہے اور ایک نام مبارک  
 کی تعظیم کرے تو قیاس کر لیجئے کہ اسکو کتنا ثواب ملے گا۔ اور احادیث میں آیا  
 ہے کہ کسی گھر میں کوئی شخص محمد نام والا رہا تو اس گھر والیکو اور اسکے ہمسائے  
 کو اُسکی برکت سے رزق ملتا ہے اور قیامت میں اس نام والیکو اگر چہ پیچھے  
 عمل نہ رکھے اللہ تعالیٰ عذاب و دوزخ سے بچاتا ہے اور جنت میں لے جاتا ہے  
 بسبب اگر ام نام مبارک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیعت چونا نام  
 این است نام آور چہ باشد؛ مکرم تر بود از ہر چہ باشد؛ کسی بزرگ نے کہا خوب  
 فرمایا رباعی از نام تو میم اولین مقصد دل؛ حاکمۂ حیات ابدی اشراق  
 میم و گردش محل دین را حاصل؛ و زوال دوا می درد دندان حاصل؛ رباعی  
 اسی چشم جہان بخشم میم تو باز؛ و ز حلقہ و خاکوش فلک نیست ساز؛ کمال سندہ  
 از میم و گرد و در وجود؛ و خم گشتہ زوال شبت گردون بہ نیاز؛ و فکانت  
 تَحَدَّثُ عَنْ نَفْسِهَا وَ تَقُولُ پس تھے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا  
 تحدیث کرتے تھے اپنے نفس سے اور کہتے تھے لَقَدْ أَخَذَنِي مَا يَأْخُذُ

النِّسَاءَ ہر آئینہ تحقیق کہ پترا محکو چیز ایک جو پترا ہی عورتوں کو۔ یعنی درد  
 زہ شروع ہوا وَلَمْ يَعْلَمْ بِیْ أَحَدٌ مِّنَ الْقَوْمِ اور نہیں جانا محکو  
 کوئی ایک قوم سے یعنی محکو درد زہ شروع ہوا سو کسی کو خبر ہوئی نہ کسی  
 مرد کو نہ کسی عورت کو۔ بعضی روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ میں گھر میں اکیلی  
 تھی اور عبدالمطلب طواف کو گئے تھے۔ یہاں بی بی جو کہے کہ میں اکیلی تھی  
 سو اسکو منافی نہیں وہ جو عثمان بن العاص کی والدہ فاطمہ اور عبدالرحمن  
 بن عوف کی والدہ الشفانہ روایت کئے ہیں کہ ہم ولادت شریف کے  
 وقت حاضر تھے کیونکہ بی بی آمنہ سے دونوں آنکے قبل کا حال بیان فرما  
 میں فَسَمِعْتُ وَجِبَةً شَدِيدًا کَ پھر سنی میں نے ایک آواز کوئی  
 چیز زمین پر گر کر نکاح سخت۔ وجبہ داد کے فتح اور جیم کے سکون سے اسکی بعد  
 بائی موحده مفتوحہ ہی دیوار اور اسکے مانند کوئی چیز زمین پر گر کر نکاح آواز کو،  
 یہ آواز فرشتے آسمان پر سے اترتے تھے سوتھا۔ ابو نعیم نے عمر و بن قتیبہ  
 سے انہوں اپنے باپ سے روایت کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمامی فرشتوں کو  
 حکم کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی وقت حاضر ہو  
 سو کوئی فرشتہ باقی نہ رہا مگر حاضر ہوا۔ وَأَمْرًا عَظِيمًا اور امر عظیم کسین۔

هَا لَيْتَ ذَٰلِكَ پس رایا مجکو یہ یعنی اس آواز اور امر عظیم سے مجکو خوف  
 ہوا قَرَأْتُ پس دیکھی میں نے یعنی اپنے آنکھوں سے دیکھی گات  
 جَنَاحَ طَيْرٍ اَبْيَضٍ کو یا کہ پر سفید پرندہ کا۔ علامہ شبر اسی کہا یعنی میرے  
 ایک چڑ کو دیکھی میں گان کئی کہ وہ سفید پرندہ کا پر ہی قَدْ مَسَحَ عَلٰی فَاوَادِ  
 تحقیق کہ مسح کیا دل پر میرے یعنی میرے دل پر پھیر گیا۔ فَاوَادِ ضم سے فاکہ  
 دل کو کہتے ہیں فَذَهَبَ عَنِّي كُلُّ رَغْبٍ پس گیا میرے تمام رعب  
 یعنی خوف جو اس آواز سے ہوا تھا وہ جا مارا۔ وَكُلُّ وَجَعٍ كُنْتُ اِحْدَ  
 اور تمام درد جو میں اسکو پاتی تھی۔ یعنی دردِ زہ کے سبب جو مشقت ہوتی  
 تھی سو وہ بھی جاتی رہی کچھ درد باقی نہ رہا۔ یہ منافی نہیں اسکا جو سابق مذکور ہوا  
 کہ بی بی آمنہ کو کچھ درد وغیرہ عارض نہوا جیسا کہ حاملہ عورت کو عارض ہوتا ہی کہونکہ  
 یہاں جو درد ہوا سو دردِ زہ تھا ثُمَّ التَفْتُ فَاِذَا اَنَا بِشَرَبَةٍ بَيَضَاءٍ لَبَنًا  
 پس میں نے دیکھی تو یکایک ساتھ شربت کے ہون جو سفید ہی مانند دودھ کے  
 شارحین کہتے ہیں شربتہ کی معنی ایک دفعہ پینا وہ معنی یہاں صحیح نہیں ہوتا اسلئے  
 مضاف کنی بانیۃ شربتہ کر کے لینا یعنی ساتھ شربت کے یا شربت کی معنی مجازا  
 شربتہ لینا کہہ سے میم کے تسمیہ محل کا باسم حال وَكُنْتُ عَطِشًا اور تھی میں



بِسَاسٍ فَتَنَّا وَلَتَمَّا فَتَرْتُهَا بَسْ لِي مِنْ اُسْكُو بِمِرْطِي مِنْ فَاَصَاۤءِ مِرْطِي  
 فَوْرٌ عَالٍ بَسْ وَشَنِّ هُوَ اَمِيرٌ سَ اِيك فَوْر مَبْدُثُم رَاَيْتُ شِسْوَةَ كَالْحَلِ  
 الطَّوَالِ بِسْتَر دِكْهِي مِيْن عَوْرَتُو نُو جُو خَرَمِ كَ اُو پَنجَ اُو پَنجَ جِهَارُو نَكِ مَانْد  
 تَحْهُ يَعْنِ دَسْ عَوْرَتَانِ اُو پَنجَ قَامَتِ كَ تَحْيِيْن - طَوَالِ طَاهِرُ مَہِ كَ كَسْرِ  
 جَمْعِ ہِي طَوِيۃ كِي گَا تَحْنِ مِّنْ بَنَاتِ عَبْدٍ مَّنَافٍ گُو يَا كَ دَسْ عَوْرَتِيْن لَرَكِيُون  
 سَ عَبْد مَّنَافِ كَ ہِيْن - دَسْ عَوْرَتِيْن عَبْد مَّنَافِ كَ لَرَكِيُون تَحْيِيْن مَلِكِ  
 بِي بِي مَرِيْمِ اُو بِي بِي اَسِيْدِ اُو رَجَبِ كَ تَحْيِيْن اَنُكُو عَبْد مَّنَافِ كَ لَرَكِيُون  
 سَ تَشْبِيہِ مَے كِيُو نَكِ عَبْد مَّنَافِ كَ لَرَكِيَا نَ طَرَلِ قَامَتِ اُو رَجَالِ مَشْہُوْر  
 شَيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الرَّصَاعِ كَہَا كَ اَللّٰهُ تَعَالٰی اِنْ عَوْرَتُو نُو عَبْد مَّنَافِ كَ لَرَكِيُون  
 كَ صَوْرَتِ پَر بَحِيَا تَا كَ بِي بِي اَمْنِہُ كُو اَنَسِ اَنَسْتِ ہُو - اُو رَجَبِ مَّنَافِ فَتَحِ  
 مِيْمِ اُو تَخْفِيْفِ سَ فَوْنِ كَ لَقَبِ ہِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ كَ جَدِ  
 كَا اُو رَا ہُنُو عَبْدِ الْمَطْلَبِ كَ دَاوَاہِيْن اِنْكَا نَامِ الْمَغِيْرِ مَہِي مَے قَصِي كَ اَنُكُو  
 اِيْنِ بَاپِ كِيُو قَتِ قَوْمِ كَ سَر دَا رَہُو قَرِيْشِ اُنكِ تَا بَعْدِ اَرْتَحْہِ اُو رَا ہُنُو ہِيْتِ  
 خُو بَصُوْرَتِ تَحْہِ اُو رَا نكِ جِہَالِ كَ سَبَبِ لُوگِ اَنُكُو قُرْمِ كَ كَہْتِ تَحْہِ - وَاقِدِ  
 كَہَا اَنُكُو رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ كَا نُوْر تَحْہَا اُو رَا نكِ ہَا تَحْہِ مِيْنِ نَزَارِ كَا جِہَنْدِ

تھا اور اسمعیل علیہ السلام کی کان تھی۔ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ اپنے  
 ایک پتھر بایا اس پر لکھا ہوا تھا کہ میں مغیرہ بن قصى ہوں امر کرنا ہوں اللہ  
 تعالیٰ کے تقویٰ کا اور صدمہ رحم کا قَدْ قَنَیْ لکھیرے ہو میں مجھ کو بچہ قن ضم  
 سے یا می تحتانیہ کے اور کسر سے وال کے اسکے بعد قان ساکنہ ہی صغیہ  
 مضارع کا باب افعال سے اور فتح سے یا کے بھی جائز ہے باب ضرب یضرب کے  
 روایت کیا ہے ابو نعیم نے عمرو بن قتیبہ سے وہ اپنے باپ کے بی بی آمنہ کے  
 سرانے ستر ہزار حوران ہو امین کھریں تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت  
 کی انتظاری کرتی ہو فَبَدَأَ اَنَا اَعْجَبُ پس جس حاملین کہ میں تعجب کرتی  
 تھی یعنی میں تعجب میں تھی کہ ان عورتوں کو کس طرح سے معلوم ہوا بعض روایتوں  
 میں یہ بھی آیا ہے کہ میں کہتی تھی واغوثا یہ عورتیں کھان معلوم کئے مجھ کو تو  
 دس عورتیں کہ ہم آسیدہ بن فرعون کی عورت اور مریم بن عمران کی بیٹی  
 اور یہ باقی کے حوران میں حشج حلبی وغیرہ کہتے ہیں کہ بی بی مریم اور آسیدہ  
 ولادت شریف کی وقت حاضر ہو نیکی وجہ شاید یہ ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے عورتیں ہونگے بہشت میں وَ اِذَا دَاوُدُ يَبَاجُ اَبْصَحَ قَدْ مَدَّ بَيْنَ  
السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ اور یکایک دیباچہ سفید رنگ کا تحقیق پہچان لیا درمیان

آسمان و زمین کے یعنی سفید رنگ کے دیباچ کو فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تعظیم کے واسطے بچائے تھے۔ دیباچ کسرے والے اور فتح بھی جائز ہی معرب ہی دیا کا وہ ایک قسم کا کپڑا ہی ریشم سے بنائے ہیں منقش اور مکمل رہتا ہی اسکو پادشاہان عجم کہتے تھے وَإِذَا بَقِیْلٌ یَقُولُ اور یکایک کہنے والا کہتا ہی یعنی کوئی فرشتہ کہتا ہی خُذْهُ عَنْ عَیْنِ النَّاسِ لے لو انکو یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انکھوں کے لوگوں کے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے کو انکو لوگوں کے انکھوں کے لے لو اسکا سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بیان کے بعد آتا ہی کہ انکو پھر اوستا اَرْضٌ غَیْرَ مِیْنٍ قَالَتْ کہے بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا وَرَأَيْتُ رِجَالًا قَدْ وَقَفُوا فِی الْهَوَاءِ اور دیکھی ہیں مردوں کو تحقیق کہ کھڑے ہیں ہوا میں یعنی زمین پر نہیں کھڑے تھے بلکہ ہوا میں معلق کھڑے تھے۔ شیخ زرقانی وغیرہ کہتے ہیں کہ فرشتے تھے مردوں کی صورت میں مشکل ہو تھے ورنہ فرشتے ذکرِ رت اور انوشہ سے متصف نہیں ہیں بِأَيِّدِهِمْ أَبَارِئُ قِصَّةٍ انکے یعنی وہ فرشتوں کے ہاتھوں میں آفتابے میں وہ بے سبک ابارت جمع ہی ابرت کی آفتابہ کو کہتے ہیں وَسَرَّائِثُ قِطْعَةٍ من الظہور اور دیکھی ہیں

ایک ٹکڑی پرندونکی قَدْ اَقْبَلَتْ حَتَّى غَطَّتْ حَجْرًا تَحْتِیْ کہ آگے  
آئی یہاں تک کہ پہاڑ کی گود کو میرے یعنی پرندے آگے میرے گود کو دہانپ  
لے حجر کسر سے حای مہلہ کے اور ضم اور فتح سے بھی جائز ہی گودھ کو کہتے  
ہیں مَنَاقِیْرُ هَامِنْ الزَّمْرِیْنِ چرخیں انکے زمرے سے تھے۔ مَنَاقِیْرُ جمع ہی  
منقار کی چوہچ کو کہتے ہیں۔ اور زمر ذرا سی معجزہ اور میم اور راہ مہلہ مشدود  
تینوں کے ضم سے اسکے بعد آخر میں دال مہلہ ہی اٹھمبی نے کہا آخر میں ذال  
معجزہ ہی وَ اَجْنَحَتْهَا مِنْ اَلْیَوَاقِیْتِ اور کچھوٹے انکے یا قوت سے تھے  
اجنح جمع ہی جناح کی کچھوٹے کو کہتے ہیں۔ اور یواقیت جمع ہی یا قوت کی  
فَكَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِیْ بِسْ كَهْوَلِ اللّٰهِ تَعَالٰی نے آنکھوں سے میرے  
آنکھوں پر جو پردہ تھا جس کے سبب اسو غیبیہ نظر نہیں آتے ہیں سو اس  
پردہ کو اللہ تعالیٰ نے میرے آنکھوں سے کھول دالا وَ اَبْصَرْتُ تِلْكَ السَّمَاءَ  
اور دیکھی میں اسوقت مَشَارِقُ الْاَرْضِ وَمَغَارِبُهَا مشارق پر  
اور مغارب کو اسکے مشارق جمع ہی مشرق کی آفتاب طلوع ہونے کی جگہ کو  
کہتے ہیں اور مغارب جمع ہی مغرب کی آفتاب غروب ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں  
آفتاب ہر روز ایک ایک جگہ سے نکلتا ہی اسی طرح ایک ایک جگہ غروب ہوتا

اسکے نسبت کرتے جمع کا صیغلے یہاں اس سے مراد زمین کے تمامی اطراف  
 میں وَرَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَعْلَامٍ مَضْرُوبَاتٍ اور دیکھی میں تین جہنہ  
 مار گئے ہیں عِلْمًا فِي الْمَشْرِقِ ایک جہنہ مشرق میں وَعِلْمًا فِي  
 الْمَغْرِبِ اور ایک جہنہ مغرب میں وَعِلْمًا عَلَى سَطْحِ الْكُكْبَةِ اور ایک  
 جہنہ اکعبے کے سطح پر علامہ زرقانی کہا اس میں یہ اشارہ اس بات کا تھا  
 کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرع تمامی مشارق و مغارب میں عام  
 ہوگی اور مکہ میں علویا دیگی اور ظاہر و واضح ہوگی مانند جہنہ ون کے  
 ابو نعیم نے عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بی بی آمنہ رضی اللہ  
 عنہا فرمائے میں ایک جہنہ ا دیکھی سندس سے یاقوت کی لکڑی پر آسمان  
 زمین کے درمیان مار تھے فَأَخَذَنِي الْمَخَاضُ پس شروع ہوا مجھے دُرُ  
 مخاض فتح سے میم کے اور کسر سے بھی جائز ہے بچا پیدا ہونیکے وقت جُور  
 ہوتا ہی اسکو کہتے ہیں بِضَاوِي نے کہا وہ مصدر ہی مَخَضَتِ الْمَرْأَةُ کا جبکہ بچا  
 باہر نکلنے کی واسطے عورت کے شکم میں حرکت کیا تو کہتے ہیں فَوَلَدَتْ مُحْكَلًا  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پھر جنی میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شَعْرُ  
 مَرْجَبًا یا مَرْجَبًا یا مَرْجَبًا مَرْجَبًا حِلَّةَ الْحُسَيْنِ مَرْجَبًا

يَا نَبِيَّ سَلَامٌ عَلَيْكَ	يَا رَسُولُ سَلَامٌ عَلَيْكَ
أَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا	فَاخْتَفَتْ مِنْهُ الْبُذُورُ
مِثْلُ حُسْنِكَ مَا رَأَيْنَا	قَطُّ يَا وَجْهَ السُّرُورِ
أَنْتَ شَمْسٌ أَنْتَ بَدْرٌ	أَنْتَ نُورٌ فَوْقَ نُورٍ
أَنْتَ اكْبِيرُ وَغَالِي	أَنْتَ مُصْبِحُ الصُّدُورِ
يَا حَبِيبِي يَا مُحَمَّدٌ	يَا عَرُوسَ الْإِنْفَاتِينِ
يَا مُؤَيَّدُ يَا مُجْتَدٍ	يَا إِمَامَ الْقِبْلَتَيْنِ
مَنْ رَأَى وَجْهَكَ يَسْعَدُ	يَا كَرِيمَ الْوَالِدَيْنِ
حَوْضُكَ الصَّافِي الْمُبْدَى	وَمِرْدُنَا يَوْمَ النُّشُورِ
مَا رَأَيْنَا الْعَيْسَ حَنَّتْ	بِالْتَرَى إِلَّا إِلَيْكَ
وَالْعَمَامَةُ قَدْ أَظَلَّتْ	وَالْمَلَائِكَةُ عَلَيكَ
وَأَتَاكَ الْعُودُ يَبْكِي	وَتَذَلُّ لَبَّيْنِ يَدَيْكَ
وَاسْتَجَارَتْ يَا حَبِيبِي	عِنْدَكَ الظُّبَى النَّفُورِ
كُلٌّ مِنْ فِي الْكُونِ هَامُوا	فِيكَ يَا بَاهِيَ الْحَبِينِ
وَلَهُمْ فِيكَ عَزَاءٌ	وَاشْتِيَاقٌ وَحَنِينِ

فِي مَعَانِيكَ الْآنَا مَ      قَدْ تَبَدَّدَتْ حَاشِرِينَ  
 أَنْتَ لِلرُّسُلِ خِتَامُ      أَنْتَ لِلْمَوْتِ شُكُورُ  
 عَبْدُكَ الْمُسْكِينِ يَجُودُ      فَضْلَكَ الْجَمَّةِ الْغَفِيرِ  
 فِيكَ قَدْ أَحْسَنْتُ ظَنِّي      يَا بَشِيرُ يَا نَذِيرُ  
 فَأَغْنِنِي وَأَجِرْنِي      يَا مُجِيرُ مِنَ السَّعِيرِ  
 يَا غِيَاثِي يَا مَلَاذِي      فِي مِلَامَاتِ الْأُمُورِ

۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

**فائدہ** معلوم کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہدین عات  
 ہی کہ مولد شریف کا بیان پرہے وقت جب اس موقع پر آتے ہیں تو نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کی واسطے اٹھ کھڑے ہو جاتے ہیں سو یہ بدعت  
 حسنہ ہی مسلمانوں کو ضرور ہے کہ اس عمل کو بجا لادیں متاخرین کے ائمہ  
 مشہورین اور فقہاء و محدثین جنکی بات اہل سنت پاس مقبول ہی اور انکے  
 فتوؤں پر چلنا لوگوں کا معمول ہی اس قیام کو مستحسن اور مستحب جانے بلکہ  
 بعضوں نے اسکو واجب کہے ہیں ہلکوانکی اشد اگر ناپس ہی وہا یہ دفر  
 والے جن پر خدا کی لعنت ہو اس قیام کو بدعت ضلالت تصور کر کے عوام  
 کو اس فعل سے منع کرتے ہیں اور اسکے کرنوالیکو کافر کہتے ہیں چنانچہ ائمہ

نے تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان میں اسکے کرنیوالیکو کافر میں کر کے  
 لکھا ہی چونکہ دس فرقہ ضالہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعین  
 شان پر کمر باندھے ہیں اور دائرہ اسلام سے نکل کر مرتد ہو چکے ہیں اُن سے  
 بحث کرنا بیفائدہ ہی لیکن اہل سنت کے آگاہی کیواسطے علما کی کبار کے  
 اقوال لکھتے ہیں جنہوں نے اس قیام کو مستحجب نے ہیں شیخ نور الدین  
 ابن برہان الدین الحلبی الشافعی نے اپنی تیسر المسئمان العیون فی سیرہ  
 الامین الامون میں کہا اکثر لوگوں کی عادت ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو جہنم کو جہنم کے سنتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کیواسطے کھڑے  
 ہوتے ہیں یہ کھڑے ہونا بدعت ہے اسکو کچھ اصل نہیں لیکن بدعت حسنہ  
 ہے کیونکہ جو بدعت ہے سو مذموم نہیں اور عمر رضی اللہ عنہ لوگ تراویح کی نماز  
 میں جمع ہو سو دیکھ کے کہے یہ بہتر بدعت ہے اور عز بن عبد السلام رحمۃ اللہ  
 نے کہا ہے کہ بدعت پانچ قسم پر ہوتی ہے اور اسکے اقسام ذکر کئے ہیں جبکہ  
 اسکو منافی نہیں قول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایتا کہ  
 وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُور فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ یعنی دور رکھو  
 تمہارے تین نوید اے ہوے کاموں پس تحقیق کہ جو بدعت ہے ضلالت



ہی اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مَن اَحَدَتْ فِیْ اَمْرِنا  
مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ یعنی جو شخص کہ نوپیدا کیا ہماری شرعین چیز ایک  
کتین جو نہیں ہے اس سے پس وہ رد ہے اور منافی نہیں ہونیکل وجہ یہ ہے کہ یہ  
قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عام ہے اور اس سے خاص ارادہ  
کیا گیا ہے۔ اور ہمارے امام امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو چیز کہ  
نوپیدا ہوئی اور خلاف ہوئی کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کو تو وہ بدعت  
ضالہ ہے ہی اور جو نیک کام پیدا ہوا اور مذکور چیز کا خلاف نہ تو وہ بدعت  
محمودہ ہے ہی۔ اور کھرب ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم شریف  
کی بوقت عالم الامہ مقتدی الامیہ امام تقی الدین سبکی سے پایا گیا اور  
انکے عصر کے مشایخ اسلام اس قیام میں انکے تابع ہوئے ہیں بعض ان  
کے حکایت کئے ہیں کہ امام سبکی کے نزدیک ایک جماعت کثیرہ علما  
کن جمع تھی کسی نے قول صریح حمید اللہ کا جو مدح میں حضرت صلی اللہ علیہ  
آلہ وسلم کے ہی پر ہاشعن قلیل لِمَدَحِ الْمُصْطَفٰی الْخَطِّ بِالذَّهَبِ  
عَلٰی رِقِّ مِنْ خَطِّ اَحْسَنِ مَنْ کَتَبَ وَ اَنْ تَهْضَرَ  
الْاَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهِ قِیَامًا مَصْفُوفًا اَوْ جُتِیًّا عَلٰی الرَّ

اَمَّا اللّٰهُ فَعَظِيْمًا لَّهٗ كُتِبَ اسْمُهُ ۖ عَلٰی عَرْشِهِ يَارُتَبَّةً سَمِعَتْ  
 الرُّتْبَ ۖ وَخَلَا صَاحِبُهَا بِهٖ هِيَ كَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي مَحْجُو  
 خَوْشِطُهَا لَشَخْصٍ طَلَسَ لَكَّهٗا تَوْبَعِي كَمَ هِيَ اَوْرَ اَچَا نَامُ مَنَسْ سَوَقْتِ اَنَشْرَ  
 لَوُكُ اُتَّهِيْنِ يَادُوزَانُو تَجِيْنِ لِيْكَ اَچَا نَامُ عَرْشِ پَر لَكَّهٗا اَچَا تَعْظِيْمُ كُوْبَرِ  
 هِيَ اِمَامُ سَبْكِي مَجْرُو اُسْكَ پَر مَنَسْ كَ اُتَّه كَهْرَسَ هُوَ اَوْر حَاضِرَانِ مَجْلِسِ اُتَّه  
 لَوُكُ كُو اَسْ مَجْلِسِ اُنَسْتِ كِيْثَر حَاصِلِ سَوِي اَوْر اَقْدَ اَكْرَنَسْ وَاَسْطَ بِهٖ كَافِي  
 هِيَ اُنْتَهِي۔ اَوْر شَيْخِ حَسَنِ بِنِ عَلِي الشَّافِعِي الدَّانِي نَسْ كَ اِكْثَر عَادَتِ هِيَ لَدُو  
 كَ بَيَانِ مِيْنِ جِبِ حَضْرَتِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پِيْدَا هُوَسْ كَر كَ سَاحِ كِتَابِ  
 تَو لَوُكُ اُتَّه كَهْرَسَ هُوَتَسْ مِيْنِ بِهٖ كَهْرَسَ هُوَا بَدْعَتِ حَسَنَ هِيَ كِيُو كَهٗ اَمِيْرُ  
 فِرَجِ اَوْر سَرُوْر اَوْر تَعْظِيْمُ كُو رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَ اَظْهَارُ كَرْنِي هِيَ اُنْتَهِي  
 اَوْر سَيِّدِ جَبْر اَلْبَزْجِي الدَّانِي جُو عِلْمَايِ مَدِيْنَه شَرِيفِ كَ مَشَا بِرِ مَتَا خَرِيْنَسْ  
 هِيَ اِنْسَ رَسَالَهٗ مَوْلِدِ مِيْنِ كَهَا اِيْمَهٗ جُو صَاحِبِ رَوَايَتِ دُرُوِيَهٗ مِيْنِ نَبِيِّ صَلَّى  
 اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي پِيْدَا اِيْشِ كَا ذَكْرِبِ اَيَا تَو اُتَّه كَهْرَسَ رَهْنَسْ كُو سَتَحْسَنِ  
 مِيْنِ سُوخُوْشِي هُوَا اَسْ شَخْصُ كُو حَمَايَتِ مَقْصُوْدِ اُسْكَ تَعْظِيْمِ جَنَابِ نَبِيِّ كَرِيْمِ صَلَّى  
 اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي هِيَ اُنْتَهِي۔ اَوْر شَيْخِ يُوْسُفِ بِنِ مُحَمَّدِ اَلْهَدَلِ رَحْمَهٗ اللّٰهِ جُو كَرَمِ

کے فحول علمای متاخرین میں ہی اپنے اجوبہ میں برزنجی کے قول کو نقل کر کے  
 کہا حرمین کے سب لوگ علما اور عوام کا عمل اسی پر ہی اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے جناب کی تعظیم جو ہی پوشیدہ نہیں انتہی۔ اور علامہ حافظ معانی  
 نے ایک رسالہ اس بیان میں لکھا ہے اس میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے ولادت شریف کے ذکر کی وقت جو شخص کہ اٹھتا ہے اس پر بعض اہل نفاق  
 اور معدن شقاق اعتراض کئے اس لئے اسکے رو میں اسکو تالیف کیا ہوں اور  
 کہتا ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت شریف کے ذکر کی وقت  
 قیام کرنا امور مستحسنہ ہے اور مختلف مذاہب کے یعنی شافعی اور حنفی اور مالکی اور  
 حنبلی مذاہب کی جماعت اس قیام کو مستحب ہی کر کے فتویٰ دیئے ہیں اور یہ  
 قیام کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام و تعظیم سے ہے اور آپ کی اکرام و  
 تعظیم تمامی مومنوں پر واجب ہے آپ کی حیات میں اور وفات کے بعد اور اس  
 میں شک نہیں کہ آپ کی ولادت شریف کے ذکر کی وقت قیام کرنا باب تعظیم و  
 اکرام سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو رحمۃ للعالمین کر کے بھیجا ہے اگر آدمی اپنے  
 آنکھ کے حد قون پر بھی کھڑے رہے تو یہ ہم سید جلیل صلی اللہ علیہ وسلم کے حق  
 میں اقل قلیل ہے۔ اور ابن النعمان نے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی

علیہ آہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور کہا یا رسول اللہ یہ مولد جو آپ کے واسطے پر  
 کرتے ہیں سو کیا آپ کو خوش آتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ آہ وسلم فرما  
 يَا ابْنَ النِّعَمَانِ مَنْ فَرَّحَ بِنَا فَرِحْنَا بِدِلِّیْغے جو شخص کہ خوشی کیا ساتھ  
 ہمارے تو خوشی کئے ہم ساتھ اسکے پر ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت  
 شریف کے ذکر کی وقت قیام جو کرتے ہیں سو یہ از حد ہمارے خوشی کے ہی آپ کے  
 ساتھ۔ پس ای مجنون بیاد ہو اور باز رہ اس چیز سے جو تو اس میں ہی اور  
 مت گردان نبی کریم صلی اللہ علیہ آہ وسلم کو دشمن کیونکہ اللہ تعالیٰ تیرا دشمن ہوگا  
 اور یہ بہت عجیب بات ہے کہ اس زمانہ میں بعض مسلمان لوگ یہود و نصاریٰ  
 کو دیکھ کے اٹھتے ہیں سو یہ جہاں ان لوگوں کے اس بد کام کو انکار نہیں کرتے  
 اور جو شخص سید کائنات صلی اللہ علیہ آہ وسلم کی ولادت شریف کے ذکر کے  
 وقت اٹھتا ہے اس کو انکار کرتے ہیں فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔  
 پہر تو توبہ کرا می مسکین اور اطاعت مستکر اعلیٰ عین کی کیونکہ تو خاسرین سے  
 ہوگا۔ اور معلوم کرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ آہ وسلم کی واسطے قیام کرنا آپ کی  
 ولادت شریف کے ذکر کی وقت بہت منکرہ سے نہیں ہی بلکہ بدعت حسنہ  
 سے ہی مانند قرأت مولد شریف کے کیونکہ وہ بھی بدعت حسنہ سے ہی جس کے قیام

کی امید ہی پس کیا خوب بعت ہی آما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں  
 كُلُّ بُدْعَةٍ ضَلَالَةٌ یعنی جو بدعت ہی سو ضلالت ہی اس سے مراد وہ چیز  
 ہی جو کتاب اور سنت اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم کے موافق نہ ہو کیونکہ سرور عالم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً كَانَ لَهُ  
 أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ يَعْمَلُ بِهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یعنی جو شخص نیک سنت  
 نکالا تو اس شخص کو اس سنت کا ثواب اور اسکو جو عمل کریگا قیامت تک اس کا  
 ثواب ہی انتہی موصفاً اور شیخ الامام نجم الدین بن احمد الغیطی نے اپنے رسالہ  
 ہجۃ السامعین الناظرین میں لکھا ہے کہ عادت اسطور سے جاری ہوئی کہ  
 واعظ یا مداح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا حال پہنچے  
 آپکی والدہ جنی کر کے پرے تو اکثر لوگ اسوقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی تعظیم کیوئے اٹھ کھڑے رہتے ہیں یہ قیام بعت ہی اسکو کچھ افضل نہیں لیکن  
 تعظیم کیوئے اسطے اٹھنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ وہ بہتر کام ہی اس شخص سے جو  
 غالب ہی سپر حب و اجل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکے بعد نجم الدین غیطی  
 نے مصر صری رحمہ اللہ کے اشعار لکھ کے کہا کہ میں نے اس قصیدہ کو شیخ الاسلام نقیہ  
 المجتہدین الامام نقی الدین السبکی رحمہ اللہ کی مجلس میں سن کام ہوئی بعد پڑھاؤ

اسوقت قضاۃ اور اعیان سب جمع تھے پہرہ شکن جب اس بیت کو پہنچا وَاَنْ يَّمْضُ الْأَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِ صُرَى رَحْمَةُ اللہ علیہ نے جو ذکر کیا اسکے امتثال کی واسطے شیخ الفوراخہ کھڑے رہے اور تمامی لوگ بھی آٹھلے اور ساعت طیبہ حاصل ہوئی اس سب کو تقی الدین السبکی کے فرزند التاج السبکی نے اپنے طبقات میں ذکر کئے ہیں انتہی۔ اور اس عاصی کے والد ماجد جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول خاتمہ المحدثین زبدۃ المفسرین امام العلماء مولانا صبغۃ اللہ قاضی الملک قدس اللہ سرہ اپنے رسالہ گلزار ہدایت میں لکھتے ہیں کہ امام نووی بیان میں ہے قرآن آدمی تو اسکے واسطے کھڑے ہونا مستحب ہی کیونکہ علماء وغیرہ کے واسطے کھڑے ہونا بے مستحب ہو تو قرآن کی واسطے کھڑے ہونا اولیٰ ہی اور سیوطی کہا ہے اسے قرآن کی تعظیم اور عدم تہاون بوجھا جاتا ہے اس پر قیاس کر کے اس کھڑے ہونے کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واسطے مستحب کہتا تو بعد نہیں آتی۔ اور مولانا محمد سلامۃ اللہ الصدیقی نے اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام میں لکھا ہے کہ مولانا معظمہ کے مفتیان مذاہب اربعہ بھی اسٹی فتویٰ میں شیخ عبد اللہ بن محمد البزغی جو مولانا معظمہ کا مفتی خفی ہی لکھا ہے کہ

کو بہت سے لوگ مستحسن ہیں۔ اور شیخ حسین بن ابراہیم مفتی الہ لکھنے  
 لکھا ہی سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت شریف کے  
 ذکر کی وقت قیام کر نیو بہت سے علما مستحسن نے ہیں اور شیخ محمد عمر بن ابی بکر  
 الرئیس مفتی شافعی نے لکھا ہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ولادت شریف  
 کے ذکر کی وقت قیام کر نیو سب علما مستحسن ہیں اور وہ خوب ہی کیونکہ ہر نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنا واجب ہی۔ اور شیخ محمد بن یحیی مفتی حنابلہ  
 نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے ذکر کی وقت قیام کرنا  
 واجب ہی کیونکہ علما ہی اعلام اور پیشوایان دین اسلام اسکو مستحسن نے ہیں  
 اور بھی ذکر کئے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف کے ذکر  
 کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت تشبیہ لاتی ہی پس  
 اسوقت تعظیم اور قیام واجب ہی۔ اور مولانا شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن  
 الحنفی المفسر نے کہا کہ مولد شریف قرأت کرتی وقت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی ولادت شریف کا ذکر آیا تو قیام کرنا ایما اعلام ایک سرسب وارث ہوتے  
 آئے اور اسکو ایما اور حکام ثابت رکھ کر سپر نہ کسی نے انکار کیا اور نہ کوئی  
 انکار دیا اس سبب وہ مستحسن ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی شخص

مستی تعظیم کا ہے۔ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے وہ بس یہی  
 مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ یعنی جسکو مسلمان  
 نے خوب دیکھا سو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خوب ہے انتہی۔ اور مولانا شیخ  
 عثمان حسن دمیاطی شافعی نے ایک فتویٰ بہت بسط سے قیامِ ستحسین نے  
 میں لکھا ہے اور اس میں کہتا ہے کہ مولد شریف قرأت کرتے وقت سید المرسلین  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف کے ذکر کی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی تعظیم کے لئے قیام کرنا ایک امر ہے جسکے مستحسن اور مطلوب اور مستحب و مندوب  
 ہو نہیں کچھ شک نہیں اور اسکے کرنا ایک ثواب سے پورا حصہ اور بڑی نیکی  
 حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ تعظیم ہی نبی کریم صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی جسکے سبب ہما اللہ تعالیٰ ظلمات کفر سے نکالے نور ایمان تک پہنچایا اور  
 انکے سبب ہما کو آتش جہنم سے رہائی دیکر جنات معارف و ایقان تک لایا  
 پس تعظیم کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شتابی کرنا ہی رضای رب  
 العالمین کی طرف اور اظہار کرنا ہی اقویٰ شرایع دین کو و من تعظیم  
 سَعَايِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ مَنْ يُعْظِمُ حُرَاتِ اللَّهِ  
 فَهُوَ حَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ قاضی عیاض نے شفا میں اور علامہ قسطلانی

یہ حدیث ابھی تک  
 نہیں دیکھی تھی  
 یہی بیان ہے  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کی تعظیم کے بارے میں



مواہب میں لکھے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے علامات بہت  
 ہیں انہیں سب بڑھکر یہ ہے کہ آپ کی اقتدا کریں اور آپ جو حکم فرمائے ہیں آپ  
 راضی رہیں اور آپ کا ذکر بہت کریں اور آپ کے ذکر کو وقت آپ کی تعظیم کریں اور  
 جب آپ کا نام مبارک سنیں تو خشوع اور خضوع اور عاجزی کو ظاہر کریں  
 کیونکہ جو شخص کہ کسی کو دوست رکھتا ہے تو اس کے واسطے عاجزی اور خضوع کرتا  
 ہے جیسا کہ بہت سے صحابہ آپ کے بعد جب آپ کا ذکر کرتے تو خشوع اور خضوع  
 کرتے اور روتے تھے اسی طرح بہت سے تابعین اور ان کے بعد کے لوگ اسکو  
 کرتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم کو واسطے۔ اس کے بعد شیخ  
 دمیاطی نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیر کو واسطے اتھنا مطلوب  
 ہے سنت ثابت ہو اسی تو آپ کے واسطے قیام مطلوب ہونا باب اولیٰ ہو گا  
 بخاری اور مسلم نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں کہ جب  
 لوگ سعد بن معاذ کے حکم پر اترے سورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد کو  
 طلب فرمائے سعد دراز گوش پر سوار ہو کر آئے جب مسجد کے قریب پہنچے تو  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے قَوْمُ اِلٰی خَيْرِكُمْ اَوْ سَيِّدِكُمْ  
 یعنی اٹھو تم طرف بہتر تمہارے یا فرمائے طرف سردار تمہارے۔ امام نووی

نے فرمایا کہ بخوبی اور خطابی اس حدیث سے سند لیکر کہتے ہیں کہ تا بعد از  
آدمی اپنے رئیس فاضل اور والی عاقل کو واسطے اُٹھنا اور متعام نے عالم کے  
واسطے اُٹھنا مستحب ہی مکر وہ نہیں۔ اسکے بعد شیخ و میا طحی نے چند احادیث  
بطور دلائل کے لکھ کر کہا ہم جو ذکر کئے ان سب سے یہ بات استفاد ہوئی کہ نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف کے ذکر کو وقت قیام کرنا مستحب ہے  
کیونکہ اسمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تعظیم تھی اور کوئی شخص نہیں  
کہہ سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف کے ذکر کو وقت  
قیام کرنا بدعت ہی کیونکہ ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ جو بدعت ہی سو  
مذموم نہیں اور بھی اہل سنت و جماعت امت محمدیہ سے اسباب پر مجتمع ہیں  
ہیں کہ قیام مذکور مستحسن ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں  
لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ یعنی ہمیں مجتمع ہوگی میری امت ضلالت  
پر۔ اور علامہ مدائنی نے کہا کہ عادت اسطور پر جاری ہوئی ہے کہ ہر آج  
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا حال پڑتا ہے تو لوگ کھڑے  
ہوتے ہیں یہ بدعت تہجد ہی کیونکہ اسمین اظہار فرح اور تعظیم کا ہی اسکے بعد  
علامہ و میا طحی نے کہا کہ میں جو لکھا ہوں سو اللہ تعالیٰ جس شخص کو توفیق اور

ہدایت دیا ہی اسکو کافی ہی انتہی۔ اور مولانا محمد سلامۃ اللہ فرمایا کہ اعتقاد  
اس مقام میں یہ رکھنا کہ قیام مذکور اگرچہ مانند عمل مولد کے قرون ثلاثہ میں  
نہیں پایا گیا لیکن جب متضمن تعظیم و تکریم کو سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے  
ہی اور مسلمین اور سلف صالحین سے ایک دوسرا سکو وارث ہوتے آئے  
ہیں اسکو عمل کرنا البتہ موجب اجر اور ثواب کا ہی اور اس سے اعراض  
اور چشم پوشی کرنا سبب گناہ اور عذاب کا ہی بہت سے امور ہیں کہ قرون ثلاثہ  
میں اس سے کچھ اترا و نشان نچے بعد کے علما اسکو پسند کر کے مستحب اور  
مستحسن کہے ہیں۔ اسکے بعد مولانا سلامۃ اللہ فرمایا کہ حضرت خیر الانام صلی  
علیہ وسلم کی ولادت شریف کے ذکر کی وقت آپ کی تعظیم کے لئے اٹھنا جو مسلمانوں  
نے ایک دوسرے سے وارث ہوتے آئے ہیں اور اکابر دین کی ایک عجا  
ظیم اسکو قبول کئی ہی البتہ اسکا استحسان اور استعجاب علما عالمقام  
کے نزدیک محل کلام نہوگا بلکہ بمقتضای بعض اصول شرعیہ کے اس بدعت  
کو بدعات واجبہ کے اقسام سے شمار کر کے اسکے وجوب کا حکم کرے تو  
بھی عقل صواب اندیش کے نزدیک کچھ بعید نہیں ہی جیسا کہ امام ابو زید علیہ  
نے اپنے مولد میں لکھا ہی کہ علما نے ولادت شریف کے ذکر کی وقت کھڑے

ہونی کو مستحسن ہے اور علامی حنبلیہ کہتے ہیں کہ ولادت شریف کے ذکر وقت  
قیام کرنا واجب ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت شریفہ  
اس وقت تشریف لاتی ہے ابو زید کا کلام تمام ہوا۔ اسی کو تائید کرتا ہے وہ جو  
سابق مفتیان مکہ معظمہ کے فتاویٰ میں محمد بن یحییٰ مفتی حنابلہ کا فتویٰ مذکور  
ہوا انتہی بندہ عاصی کہتا ہے یہاں علما کے اقوال جو لکھے گئے سوائے تھو

جسکو توفیق اور ہدایت دیا ہے اسکو کافی ہیں قلنا خَرَجَ مِنْ بَطْنِي

پہر جب نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے شکم سے فَظَرْتُ إِلَيْهِ

فَإِذَا أَنَا بِهِ سَاجِدٌ نَظَرْتُ مِنْ طَرَفٍ أَنَّهُ لَيْسَ بِكَامِلٍ مَعِيَ سَاحِدٌ

انکے ہون اور انہوں سجدہ میں ہیں یعنی میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھی تو آپ سجدہ میں تھے قَدْ رَفَعَ أَصْبَعِيهِ گَالْتَضَعِ الْمُبْتَهِلِ

تحقیق کہ اٹھائے ہیں دونوں انگلیوں کو اپنے گویا کوئی شخص اسی اور

عاجزی کرتا ہے۔ دونوں انگلیوں مراد کلمے کے انگلیاں ہیں جبکہ طہرائی

نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے زمین پر

آئے تو آپ کے ہاتھ کے انگلیاں موبخے ہوئی تھیں جس حالت میں کہ اشارہ

کرتے تھے کلمے کی انگلی سے گویا کوئی شخص اس سے تسبیح پڑھتا ہے۔ حافظ

محمد بن سعد ابن عباس اور عطاء بن ابی رباح وغیرہ ایک جماعت کے روایت کیا ہے کہ بی بی آمنہؓ کے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کھلے تھے اور ساتھ ایک نور نکلا جس سے مشرق اور مغرب کے درمیان روشن ہوا اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر آئے جس حال میں کہ تیکا کئے ہوئے تھے اپنے دونوں ہاتھوں پر اسکے بعد ایک موٹھی مٹی لئے پھر اسکو پکڑے اور اپنے سر مبارک کو آسمان طرف اٹھائے۔ ابن سعد کے بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اپنے دونوں دست مبارک پر زمین پر آئے جس حال میں کہ اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف اٹھائے تھے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے اپنے دونوں پنجوں اور گز کو پر زمین پر آئے جس حال میں کہ اپنے آنکھ کھولے آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے اپنے گز گون پر زمین پر آئے۔ ابن حبان اپنی صحیح میں عبد اللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے وہ بی بی حلیمہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضہ تھے انہوں نے بی بی آمنہؓ فرمائے ہر اینہ تحقیق کہ میرے اس رتے کو شان عظیم ہے جبکہ میں انکو جی تو روشن ہو جس سے گردن ان دونوں کے بصری میں زمین شام سے پھر جی میں انکو سود و سرخ چون کے مانند زمین پر نہیں

اُٹے بلکہ زمین پر آئے جس عالین کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے تھے  
 اور سر کو آسمان کی طرف اٹھائے تھے۔ اور ابن سعد نے روایت کیا ہے  
 عمر بن عاصم الکلابی سے وہ ہمام بن یحییٰ سے وہ اسحق بن عبد اللہ سے کہ سوا  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ فرمائی جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تو  
 میرے ایک نور نکلا جس سے شام کے حویلیاں روشن ہوئیں جنی میں انکا  
 پاک اپر کچھ لمبیدی تھی اور زمین پر آئے جس عالین کہ حضرت بیٹھے تھے زہر  
 پر ساتھ ہاتھ اپنے۔ حافظ سخاوی نے کہا اس حدیث کی سند قوی ہے  
 اور بھی ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ بی بی آمنہ کے میں جب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو جنی تو زمین پر آئے جس عالین کہ بیٹھے تھے اپنے گرو  
 پر اور اٹھائے اپنے سر کو آسمان کی طرف اور حضرت ایک نور نکلا جس سے  
 شام کے حویلیاں اور اسکے بازاراں روشن ہوئے ہاتھ کہ دیکھی میں نے  
 گردنوں کو اونٹوں کے بصری میں۔ علامہ شیخ حلبی نے کہا یہ سب روایتیں  
 منافی ہیں اسکو جو سابق بی بی آمنہ سے مذکور ہوا کہ میں نے حضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم کو دیکھی تو سجدہ کیا کیونکہ جائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 سجدہ جو کبے سو سر مبارک اٹھا کے آسمان کو دیکھنے کے بعد ہو۔ جلد عاصی

حدیث کا لفظ  
 اس حدیث میں حافظ  
 سخاوی نے فرمایا ہے  
 کہ اس حدیث کی سند  
 قوی ہے اور اس کی  
 روایت میں کوئی  
 ضعف نہیں ہے اور  
 اس حدیث میں کوئی  
 منافی نہیں ہے

کہتا ہے اسکو تائید کرتی ہے وہ حدیث جسکو ابن الجوزی نے کتاب الوفا میں ابی الحسن بن البراء سے روایت کیا ہے کہ نبی بی آمنہ کہے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنی جس عاملین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گز گون پر بیٹھے تھے آسمان طرف دیکھتے تھے اسکے بعد ایک موٹھی مٹی زمین سے لئے اور جھکے سجدہ کرتے ہوئے اور بھی علامتہ طبری نے کہا بعضی روایتوں میں جو آیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگلیاں مونچے ہوئے تھے اور بعضوں میں آیا کہ اپنے پنجوں پر زمین پر آئے یعنی انگلیاں کھولے ہوئے سوا سمین بھی منافات نہیں کیونکہ جائز ہے کہ اولاً پنجوں پر زمین پر آئے اسکے بعد ب انگلیاں مونچے اور کلمے کی انگلی کھولے رکھے اور گز گون پر زمین پر آئے کر کے جو روایت ہے وہ منافاتی نہیں اس روایت کو جس میں گز گون اور پنجوں پر کر کے ہے کیونکہ ایک چیز پر اقتصار کرنا منافاتی نہیں دونوں کے جمع کو علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سجدہ کئے سوا سمین اشارہ ہے کہ آپ کا شروع امر بھی حضرت ابراہیم کے قرب پر ہے اور آسمان کی طرف جو نظر فرمائے سوا سمین اشارہ ہے آپ کی رفعت شان اور عہد قدر اور آپ تمامی مخلوقات کے سردار ہونے پر اور سرد مبارک کو جو آسمان کے طرف منہ اٹھائے سوا سمین اشارہ ہے کہ

آپ کا قصد علو اور رفعت کی طرف ہی رہیگا اور اسکے غیر طرف نہ رہیگا۔ اور  
 موتھی مٹی جو اٹھائے سو اس میں اشارہ ہی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 تمامی اہل زمین پر غالب ہو گئے اور مٹی بھی از جہد معجزات کے ایک معجزہ  
 رہیگی جیسا کہ ہجرت کی وقت اور بدر اور احد اور حنین کے جنگوں میں کافروں  
 پر مٹی پھینکے تو انکے آنکھوں پر غشاوہ آگیا پھر ان کفار کو نہ ہمت ہوئی۔ اور  
 بھی اشارہ ہی دنیا سے اعراض کرنے کی طرف گویا کہ آپ جب سر مبارک کو  
 اٹھائے تو لسانِ حال سے فرماتے تھے میں نے دنیا اور اس میں جو بھی اسکے  
 طرف کچھ التفات نہیں کرتا ہوں کیونکہ وہ اس مٹی کے برابر ہی قروی ہی کہ جب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ولادت کی وقت موتھی مٹی اٹھائے سو کیفیت ہی  
 ایسے ایک شخص کو پہنچا تو کہا یہ مال سچ ہی تو یہ رک اہل زمین پر غالب ہو گا حافظ  
 عبد الرحمن بن حباب نے لطائف المعارف میں لکھا ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے سو وقت نور جو نکلا سو اس میں آپ جو نور لائے  
 یعنی احکام و معارف اسکے طرف اشارہ ہی جس سے روی زمین کے لوگ  
 ہدایت پانے لگے اور ظلمتِ شرک دور ہوگی اور شام کا شہر اس نور سے مخصوص  
 ہوا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پسند کئی ہوئی زمین سے ہی اور حریمِ شریف

جبرائیل علیہ السلام  
 نے اس وقت اس مٹی کو  
 اٹھا کر اپنے ہاتھ میں  
 لیا اور فرمایا کہ  
 میں نے اس مٹی کو  
 اپنے ہاتھ میں  
 لیا ہے



کے بعد سب مین مین ہی افضل ہی اور اول اقلیم ہی حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملک ظاہر ہوا اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شب کو وہاں تشریف لگئے اور اسی شہر مین عیسیٰ علیہ السلام اتر گئے اور وہی حشر و نشر کی زمین ہی۔ اور ارض شام مین بصری کو جو تخصیص کئے سو اسکی وجہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نفس کریم سے شام کے شہر وں سے فقط بصری کو دو وقت تشریف لگئے اس سے تجاوز نہیں فرمائے سو گویا اسکی طرف بہ اشارہ ہی اور بھی اول موضع ہی شام سے حسین نور محمدی جو ولادت تشریف کی وقت نکلا سو داخل ہوا اسی واسطے بلا و شام سے وہی ملک اول فتح ہوا۔ علامہ زرقانی نے کہا بعضوں نے کہا ہی کہ بصری کی تخصیص جو ہوئی سو اسمین اشارہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصری کو منور کریں گے اور قلوب میتہ کو زندہ فرمائیں گے اور شیخ الامام محمد نجم الدین النبطی نے اپنے رسالہ مولد مین کہا ہی کہ بعضے اہل اشارات لکھے ہین کہ جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو فرمائے اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اَتَانِیْ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا یعنی مقرر مین بندہ ہوں اللہ کا دیا مجکو کتاب اور کیا مجکو نبی عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے نفس سے عبودیت اور رسالت کی خبر دینے اور ہمارے نبی کریم محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے اور آپ کے ہمراہ ایک نور نکلا جس سے بائیں مشرق  
 و مغرب کے روشن ہوا اور ایک موٹی مٹی لئے اور اپنے سر مبارک کو  
 اسمان کی طرف اٹھائے سو عیسیٰ علیہ السلام کی عبودیت مقال سے تھی اور  
 ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلوں سے تھی اور رسالت عیسیٰ علیہ السلام  
 کی اخبار سے تھی اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انوار سے انتہی ابن عباس نے  
 روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی والدہ کی شکم سے نکلے تو  
 فرمائے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ  
 و اصیلا اور واقعہ یہی کہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 متولد ہو سو وقت اول یہ سن فرمائے جلاک لکبی الرقیع اور ثواب النبوة  
 میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب متولد ہوئے زمین پر آئے تو  
 اپنا سر مبارک اٹھائے اور زبان فصیح سے فرمائے لا الہ الا اللہ و  
 انی رسول اللہ علامہ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں کہا کہ طریق جمع  
 ہے کہ ان سب کو فرمائے میں فقہ رأیت سحابة بیضاء بی انہ کہتے  
 میں پتر دیکھی میں نے ایک ابر کا ٹکڑا سفید قد اقبلت من السماء  
 تحقیق کہ آگے آنا آسمان سے حتی غشیته یہاں تک کہ وہاں پہنچ گیا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فَعِیْبَ عَنْ وَجْهِ لِسْ غَائِبِ کے لئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے رب سے۔ یعنی میرے نظر سے غائب ہو گئے وَتَمَعْتُ

مُنَادِیًا نَادِی اور سنی میں نے منادی کہتے ندا کرتا تھا طَوْفُوا

مُحَمَّدٍ شَرْقِ الْأَرْضِ وَغَرْبِهَا پھر اؤ تم محمد کو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَرْقِ

ارض اور غرب میں اس کے یعنی مشرق اور مغرب میں اور پہرانے کے لئے یَزِ

کو مخصوص کیا اور اسماں کو ذکر نہیں کیا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بعثت اور ظہور سالت کا محل زمین ہی اور اسماں پر رب فرشتے آپ کو جانتے

تھے اور آپ کا ظہور وہاں سابق سے ہی ہے جیسا کہ اوپر ہم نے نبی کی معنی دیکھے

ہیں اس میں تفصیل ذکر کئے وَادْخُلُوهُ الْجَارِ اور داخل کرو انکو دریاؤں میں

یعنی ساتھ دریاؤں میں انکو لیجاؤ لِيَعْرِفُوهُ بِاسْمِهِ وَنَعْتِهِ وَصُورَتِهِ

تاکہ پہچانیں انکو ساتھ نام انکے اور نعت انکے اور صورت انکے علامتہ تہی

نے کہا یعنی خود دریاؤں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم و نعت و صورت

کو پہچانیں اور یہ محال نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے یا اہل دریا پہچانیں

یا وہ دونوں مراد میں وَتَعْلَمُونَ اَنَّهُ سَمِّيَ فِيهَا الْمَارْحَىٰ اور معلوم

کریں کہ مقرر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام رکھے گئے اُس میں دریاؤں نے

ماجی کر کے۔ حاجی کی معنی محو کرنیوالا اور زایل دہاک کرنیوالا۔ واد جو علموں کے  
آگے آیا ہی سودہ عطف کا نہیں بلکہ استینافہ ہی اسی واسطے یعدون ہوں

باقی رہا اگر نہ ہوں ساقط ہو جاتا لایسقی شئی من الشریک الا محی

فی زمینہ نہیں باقی رہی کسی کوئی چیز شرک سے مگر محو کسی جادگی یا نہ ہونے

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام حاجی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں

کوئی چیز شرک کی باقی رہی مگر آپ کے سبب محو اور زایل ہو جادگی۔ عطا کہتے

ہیں کہ کوئی چیز کفر کی باقی رہنا سو یا حقیقہ ہی اور اس سے مراد مکہ معظمہ اور

مدینہ منورہ اور بلاد عرب سے کفر کو محو کرنا اور آپ کے لئے جو زمین جمع کئی

گئی اور وعدہ کیا گیا کہ آپ کی امت کا ملک ہا تک پہنچے گا۔ یا محو کفر حکما ہی

یعنی آپ کا دین غلبہ پا دے گا۔ یا آپ کی رسالت و شریعت کا زمانہ مراد دنیا و قیامت

تک ہی پھر آپ کے سبب کفر و شرک مضمحل ہوتا رہے گا یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام

آسمان سے اتر کے آپ کی امت میں رہیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت

پر حکم کریں گے تو اس وقت کوئی کافر باقی نہ رہے گا۔ معلوم کیجئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب شرک و کفر دور کیا اور تمامی لوگ بت پرستی اور

کفر و شرک میں مبتلا تھے سو اللہ تعالیٰ دین اسلام کو غلبہ کیا اور ردی زمین کو نور

ایمان سے بھر دیا اگرچہ دوسرے انبیاء بھی کفر و شرک کو زایل کرنے مبعوث ہوئے لیکن تمامی جن انس کے طرف مبعوث نہیں ہوئے تھے فقط اپنی اپنی قوم طرف مبعوث ہوئے بخلاف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ نے تمامی انس و جن طرف مبعوث ہوئے اور آپ کے سب سے تمامی جہان سے شرک و کفر دور ہوئی اسی لئے مخصوص آپکا نام حاجی کر کے ہوا۔ اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پر جو لوگ ایمان لائے اور آپکی تابعداری کئے انکی شفاعت کر کے انکے لئے جہان بخشاتے ہیں اور محدود زایل کرتے ہیں اس سب سے آپکا نام حاجی کر کے ہوا۔ علامت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک دریا میں حاجی کر کے جو ہوا سو اللہ تعالیٰ جانتا ہی کہ اسمین کہا کبار معزز اور اسرار میں اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ اگر دریا نے میل اور نجاست اور خبائثت کو دنیا سے پاک کرتی ہی اور اسمین خلق کو بر منفعت ہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نفوس اور ارواح کو کفر و شرک سے پاک فرمائے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو تو جب لوگ شرک و کفر سے باز نہ آئے تو طوفان چلایا اور دریا کے پانی سے ان لوگ کو غرق کیا۔ بخلاف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل ارض کل ان

اور جنتہ للعالمین کے بھیجا اور آپکی قدم شریف کی برکت سے اہل دنیا کو  
 غرق اور عذابِ ہلاک سے بچایا اور آپکا اسم مبارک دریا میں ماحی کر کے  
 رکھا گو یا اسمین اشارہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب  
 کفر کو محو کیا اور قلوب کو پاک کیا پس اس وقت دریا کو اس امت محمدیہ پر رحمہ کر تسلط  
 اور غلبہ نہیں جو توحید اور ایمان کی واسطے اُن پر علواً اور بندگی کرے مِمَّا تَجَلَّتْ  
عَنْهُ فِي اسْرَعٍ وَثَبَّ پستروہ ابر کھل گیا ان سے اسرِع و قتمین یعنی  
 جلد وہ ابر جاتا رہا فَاِذَا اَنَابَہُ پس یکایک میں ساتھ حضرت کے ہونے  
 صلی اللہ علیہ وسلم مُدْرَجٍ فِي ثَوْبٍ صَوْفٍ اَبْيَضَ لیٹے ہوئے تھے  
 صوف کے کپڑے میں جو سفید تھا بعض روایتوں میں آیا ہے کہ وہ کپڑا سفید نہ  
 تھا دو دہے وَحْتَتَهُ حَرِيرَةٌ خَضْرَاءُ اور نیچے انکے حریر کا کپڑا تھا  
سَبْرَنَكَ وَقَدْ قَبِضَ عَلَى ثَلَاثَةِ مَفَاتِيحٍ مِنَ اللُّوْلُوءِ الرَّطْبِ  
 اور تحقیق کہ پڑے تھے تین کنجیوں کو جو موتی آبدار سے تھے وَإِذَا قَائِلٌ يَقُوْلُ  
 اور یکایک کہنے والا کہنا سی قَبِضْ مُحَمَّدٌ عَلَى مَفَاتِيحِ النُّصْرَةِ لئے محمد صلی  
 کنجیاں نصرت کے لینے تمامی دشمنانِ دین پر نصرت اور تمغہ دے دیا  
 خزانہ تھا اسلئے کنجیاں آپکے خوالہ ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ ہر وقت آپکو نصرت

دیتا رہا یہاں تک کہ تمام سلطانین عاجز ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوا اور  
 تمامی دنیا کو ایمان اسلام بہرہ دے اور آپ کا رعب خوف دشمنوں کو اتنا ہو گیا  
 کہ ایک مہینے کے راستے سے دشمنان کاہنتے تھے جیسا کہ بخاری مسلم و  
 کئی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عطا کیا گیا میں پانچ خیر ذکو  
 جو نہیں عطا کیا گیا انکو کوئی ایک بنی سے نصرت دیا گیا میں رعب سے ایک  
 مہینے کی مسافت تک اور مقرر ہوئی ساری زمین میرے واسطے مسجد گاہ اور طہور  
 جو جس مرد کو میری امت سے جہان نماز کا وقت ملے وہاں نماز پڑھ لے  
 اور حلال ہو میرے واسطے غنیمت کے مال اور مجھے پہلے کسی کو حلال تھے اور عطا  
 کیا گیا میں شفاعت اور ہر مغیر اپنے ہی قوم طرف مبعوث ہوتا تھا اور زمین  
 ہوا ہوں تمامی لوگوں طرف وَمَقَاتِلِ الْجَنْجِیَانِ بَارِئَ کَ۔  
 معلوم کیجئے کہ بارگاہ اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام کا مسخر کیا تھا وہ بار ایک  
 مہینے کی مسافت کو دو پھر میں طے کرتا تھا اور انکے تخت کو انہوں جیٹ  
 چاہے اور ہر نیچا تھا لیکن سلیمان علیہ السلام کو اسکے کنجیان تفویض نہ ہوئے  
 بخلاف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کو اسکے کنجیان بھی عطا ہوئے  
 ابن حجر مکی کے رسالہ مولد میں مفاتیح الربیع کے مخوض مفاتیح الذکر کے مرتبے

قابض ہو مفتاح ذکر پر اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی تسبیح اور تہلیل وغیرہ  
اقسام کی عبادات و مَعَانِجِ النُّبُوَّةِ اور کنجیان نبوت کے معلوم کیجئے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی وقت تین چیز کے کنجیان ہاتھ  
میں تھے کر کے ہی لیکن اللہ تعالیٰ اسکے بعد اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم  
کو تمامی اجناس عالم کے کنجیان عطا فرمایا۔ روایت کئے ہیں امام احمد اور  
ابن حبان اپنی صحیح میں اور ابو نعیم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم فرمائے لائے نزدیک میرے کنجیان دنیا کے یعنی خزانہ دنیا کے  
ابن گھورے پر لایا اسکو میرے نزدیک جبرئیل اس گھورے پر پالان تھیں  
کی۔ اور روایت کئے ہیں امام احمد اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے علی  
کرم اللہ وجہہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عطا کیا گیا میں اس  
پخیر کو جو نہیں عطا کیا کوئی ایک انبیاء سے نصرت دیا گیا میں رجب سے  
اور عطا کیا گیا میں کنجیان زمین کے اور نام رکھا گیا میں احمد کر کے اور گردانے  
گئی میرے لئے مٹی طہور اور گردانے گئی امت میری خیر امم۔ اور علامہ  
حافظ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
جملہ خصائص سے یہ کہ اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خزانہ کے کنجیان



عطا کیا بعض علماء کہتے ہیں خزائن سے اجناس عالم کے خزائن مراد ہیں یا عالم کو جس قدر انکے ذاتوں کی واسطے مطلوب ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے لئے نکالے اور عالم میں از راق جو ظاہر و دہشتہ ہیں انکو اسم الہی عطا نہیں کرتا مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کہ جسکے ہاتھ میں اسکے کنجیان ہیں جس اللہ تعالیٰ مفتاح الغیب مخلص ہر انکو اللہ تعالیٰ کے سواے کوئی نہیں جانتا ایسا کہ قاسم سید کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خزانوں کے کنجیان کی عطائے خصوصیت کا منزلہ بخشا نہی۔ اور حافظ ابن حجر الہیثمی نے جوہر المنظم میں کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنیو الیکو منراویرہ ان امور کو مستحضر کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مکرم میں زندہ ہیں اور زائرین کو اور انکے درجوں اور دونوں اور اعمال کے اختلاف کو جانتے ہیں اور ہر ایک کو اسلئے حال کے مناسب مدد کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں اپنے کرم کے خزائن اور نعمتوں کے مادے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کی اطاعت میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اراد میں رکھا ہی جسکو چاہے عطا کرے اور جسکو چاہے نہ دیکو نہی۔ معلوم کریں کہ مذکور اقوال کو منافی نہیں قول اللہ تعالیٰ کا جو فرمایا قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ

کیونکہ خزان رزق وغیرہ تمامی اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہیں لیکن  
 اپنے کرم و عنایات سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسکا واسطہ  
 کیا اور حضرت کے ہاتھوں کی اطاعت اور ارادہ میں اسکو رکھا اور اس کے  
 کنبیان آپ کے قبضہ میں دیا پھر عالم کو بغیر واسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
 کوئی نعمت نہیں ملتی ہر اور قسطنی جو کہا کہ اللہ تعالیٰ مفاتیح الغیب مختص ہی ہو  
 اس سے مراد علم غیب کلی اور بالذات ہر ما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو علم  
 غیب تھا سو وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا  
 وہ بیان جو انکار کرتے ہیں سو فقط ان محدود کی فضیلت اور غنا و ہر کیونکہ اتحاد  
 متواتر ہے ثابت ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی خبر دے  
 اور قیامت تک جو ہونیوالے ہیں ان سب کو بیان فرمائے اور حدیث صحیح  
 میں آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے عَلِمْتُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ  
 یعنی جاننا میں نے علم اولین اور آخرین کا۔ اور طبرانی روایت کیا  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قَدْ رَفِيعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظَرُ  
 إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ كَأَنَّمَا أَنْظَرُ إِلَى  
 كَفَى هَذَا دَلِيلًا عَلَى تَحْقِيقِ كَيْفَ تَحَقَّقَ كَيْفَ تَحَقَّقَ كَيْفَ تَحَقَّقَ كَيْفَ تَحَقَّقَ

طرف اسکے اور طرف چیز ایک کے جو وہ ہونیوالی ہر اس میں قیامت تک گویا کہ میر  
نظر کرتا ہوں میرا سب کے طرف۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہ۔  
اقوال کو دہا بیان اپنی سند میں لاتے ہیں سو اپنی کتاب ہمعات میں کہتے ہیں  
کہ شہید اللہ بران جاری شدہ کہ چون نفس طہ کسباً و جبہ بمرتبہ رسد اور  
امور غائبہ منکشف شوند انتہی۔ اور شاہ مذکور الطاف القدس میں کہتے ہیں  
چون رفتہ رفتہ سخن بحقایق غامضہ افتاد ازان حالت نیز مرضی بایگفت  
چون آب از سرگزشت چہ یک نیز چہ وہ کمال عارف از حجر بخت بالا تر  
می رود و نفس کلیہ بجای جسد عارف میشود ذات بخت بجای روح او علم عالم  
تبعاً بعلم حضوری در خود بیند و علم حضوری اصالتہ بذات بخت متعلق نہ ہوتی  
ثُمَّ أَقْبَلْتُ سَحَابَةً أُخْرَىٰ پھر آیا ایک دوسرا ٹکڑا ابر کا بعضی  
روایتوں میں آیا ہے کہ وہ ابر کا ٹکڑا ابر تھا اور اسکو نور تھا کیسے سمع منہا صھیلاً  
الْحَيْلِ سنا جاتا تھا اس سے آواز گھوڑ و نکی منہنات کا صہیل وزن  
پر امیر کے وَخَفَقَانُ الْأَجْنِيَّةِ اور پھر ٹون کی سنسنات کا خفقان  
مصدر ہی خفق تخفیف کا وزن پر ضرب یضرب کے اضطراب کی معنی سے حتی  
غَشِيَتْهُ مِثْلُ نَارٍ کہ دہا پ لیا وہ ابر انکو یغیے وہ ابر کا ٹکڑا آگ کی آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو ترہانپ لیا فَعُتِبَ عَنْ عَيْنِي بِسُغَابٍ كَرَّةً  
 آنکھ سے میرے سینے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے نظر سے غائب ہو گئے

فَسَمِعْتُ مُنَادٍ يَأْتِنَادِي بِسُنِّي مِّنْهُ مَنَادِي كَثِيرٍ نَذَاكَرًا تَحَايَعِيهِ  
 فرشتہ نذاکرہ تھا اور نذایہ بھی طَوُّوْا بِحِمْدِ الشَّرْقِ وَالْمَغْرِبِ

پہر او تم محمد کو صلی اللہ علیہ وسلم شرق اور غرب میں اپنے مشرق اور مغرب میں  
 روایت کیا ہے حافظ ابو نعیم نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے وہ

اپنی والدہ شفا سے کہی جبکہ بی بی آمنہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جبے تو میں انکی  
 قابہ تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاتھ پر آئے پھر استہلال کئے پس سنی میں

ایک کہنے والی کو کہتا ہے كِرْحَمَكَ رَبُّكَ بِعَفْوٍ رَوَاتُونِي بِرَحْمَةِ اللَّهِ  
 شفا کہتے ہیں پہر روشن ہوا بائیں مشرق اور مغرب کے یہاں تک کہ دیکھیں اپنے

بعضے حویریوں کو شام کے اسکے بعد میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو  
 پلا کے لیشائی پھر میں درنگ نہ کی یہاں تک کہ مجھ کو تاریکی اور عبث لرزہ ترہانپ

لیا پھر میری سیدہ طرف سے ایک دشنی ہوئی پس سنی میں ایک کہنے والی کو کہتا  
 تھا کہ ہر لگیا تھا آنکو دوسرا کہا طرف مغرب کے پہر تکلف ہوا یہ حال میرے

پہر خود کیا مجھ کو عب اور لرزہ بائیں طرف سے پھر سنی میں نے کہنے والی کو

عندہ زجاجی  
 حضرت رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرشتہ نذاکرہ  
 تھا اور نذایہ  
 بھی طَوُّوْا بِحِمْدِ  
 الشَّرْقِ وَالْمَغْرِبِ  
 پہر او تم محمد  
 کو صلی اللہ علیہ  
 وسلم شرق اور  
 غرب میں اپنے  
 مشرق اور مغرب  
 میں روایت کیا  
 ہے حافظ ابو  
 نعیم نے عبد  
 الرحمن بن عوف  
 رضی اللہ عنہ  
 سے وہ اپنی  
 والدہ شفا سے  
 کہی جبکہ بی  
 بی آمنہ نے  
 محمد صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو  
 جبے تو میں  
 انکی قابہ  
 تھی نبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم  
 میرے ہاتھ پر  
 آئے پھر  
 استہلال کئے  
 پس سنی میں  
 ایک کہنے  
 والی کو کہتا  
 ہے كِرْحَمَكَ  
 رَبُّكَ بِعَفْوٍ  
 رَوَاتُونِي  
 بِرَحْمَةِ اللَّهِ  
 شفا کہتے  
 ہیں پہر روشن  
 ہوا بائیں  
 مشرق اور  
 مغرب کے یہاں  
 تک کہ دیکھیں  
 اپنے بعضے  
 حویریوں کو  
 شام کے اسکے  
 بعد میں نے  
 حضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم  
 کو دو پلا کے  
 لیشائی پھر  
 میں درنگ نہ  
 کی یہاں تک  
 کہ مجھ کو  
 تاریکی اور  
 عبث لرزہ  
 ترہانپ لیا  
 پھر میری  
 سیدہ طرف  
 سے ایک  
 دشنی ہوئی  
 پس سنی میں  
 ایک کہنے  
 والی کو کہتا  
 تھا کہ ہر  
 لگیا تھا  
 آنکو دوسرا  
 کہا طرف  
 مغرب کے  
 پہر تکلف  
 ہوا یہ حال  
 میرے پہر  
 خود کیا  
 مجھ کو عب  
 اور لرزہ  
 بائیں طرف  
 سے پھر سنی  
 میں نے کہنے  
 والی کو

تھا کہ ہر لنگیا تھا آنکو دوسرا کہا طرف مشرق کے شفا کہتے ہیں یہ حدیث  
 ہمیشہ میر دین تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجود  
 کیا سو میں یقین اسلام سے ہوئی وَعَلَى مَوَالِدِ الْبَشَرِ اور انبیاء  
 ہوئے جو گھوٹن یعنی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء ہوسو گھوٹن لیجاؤ  
 گویا اسمین اشارہ ہی کہ سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پیدا ہو سو مواقع  
 معظم اور مکرم ہیں لیکن ان مواقع کو کمال شرف اور بزرگی حاصل نہ ہوئی مگر اللہ  
 کے حبیب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک وہاں پہنچنے سے وَأَعْرِضْ  
 عَلَى كُلِّ رُوحَانٍ اور ظاہر کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر روحانی ریغے مبارک  
 چیزوں پر اعراض وہ ہمزہ وصل سے ہی اور روحانی ضم سے راہ ہملہ کے مِنْ  
 الْحَيِّ الْأَنْفِ وَالطَّيْرِ النَّسَبِ جن اور انس اور پرندے اور درندے  
 سے مواہب اللدنیہ میں تاکید کا لفظ بھی زیادہ ہر اور یہ خبر ان بیان میں  
 روحانی کے وَأَعْطَوْهُ صَفَاءً آدَہ اور عطا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو صفا آدم کی تھی آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ برگزیدہ کیا اور اختیار اور  
 فرمایا سو اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کر وہ معلوم کیجئے کہ اللہ تعالیٰ  
 تاحی مخلوقات میں آدم علیہ السلام کو اور انکی ذہبیت کو برگزیدہ اور پسند کیا

اور آدم کا نام صفی اللہ رکھا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں سے  
پس کیا اور آپ کا نام مصطفیٰ اور صفی اللہ اور مختار کر کے رکھا اور حضرت صلی اللہ  
علیہ السلام کو آدم اور تاجی رسولوں اور فرشتوں پر فضیل دیا اور آدم علیہ السلام کو  
فرمایا اگر محمد ہوتے تو میں تجھے پیدا کرتا اور نہ آسمان کو اور نہ زمین کو و سرشت  
خروج اور رقت نوح کی یعنی حبیب نوح علیہ السلام کو رقت عطا ہوئی تھی اس طرح  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رقت کی صفت عطا کرد۔ نوح پہلے رسول ہیں جو بشر  
لیکے مبعوث ہوئے اور شرک سے منع کئے سو پہلے مذہب میں اللہ تعالیٰ انہیں  
صحیفے نازل کئے اور بھی پہلے نبی ہیں جنکی دعوت رد کرنے سے انکی امت ہلاک  
ہوئی انکی دعا سے زمین پر کے سب لوگ ہلاک ہوئے آدم علیہ السلام جیسے انہوں  
انہوں بھی ابو البشر ثانی ہیں سب انبیاء سے انہوں کی عمر دراز ہوئی ہزار برس  
انکی قوت نہیں گھٹی جب عمر چالیس برس کی ہوئی قوم کی طرف مبعوث ہوئے  
کے بعد سات برس چلے انکے باپ کا نام ملک ہی لام کی فتح اور یم کی سکون سے  
اسکے بعد کاف ہی آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس پیری میں رقت  
کی معنی نرم دلی ہی نوح علیہ السلام کے مزاج میں بہت رقت تھی انکی کثرت  
گریہ کے سبب انکا نام نوح ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج

میں اللہ تعالیٰ نہایت شفقت اور رقت دیا تھا اکثر قرآن پڑھتے وقت روتے  
 تھے اور سینہ مبارک سے جوش کا آواز آتا تھا اور آپ جو روتے تھے سو اللہ  
 تعالیٰ کی صفات جلالہ کے تجلیات اور اپنی امت پر شفقت کر کے تھا و خلۃ  
 ابراہیم اور خلعت ابراہیم کی یعنی ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ مرتبہ خلعت کا  
 عطا کیا تھا سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مرتبہ خلعت کا عطا کرو خلعت  
 خاکی ضم سے اسکی معنی یارانہ اور محبت جو دل میں سمجھ جاتی ہے یعنی خالص  
 دوستی کہ حسین کہدورت ہو اللہ سبحانہ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلعت کا مرتبہ  
 عطا کر کے اپنا خلیل کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی خلعت اور محبت  
 دونوں کا مرتبہ عطا کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیل اور حبیب کیا۔  
 صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے اگر میرے رب کے  
 سوا کسی کو اپنا خلیل کرتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل کرتا اور بھی فرمائے سنو مقرر  
 میں حبیب اللہ ہوں فخر سے نہیں کہتا ہوں اور خلعت کا مرتبہ نبی کریم صلی اللہ  
 کو اور ابراہیم علیہ السلام کو جو ہر ہی اسمین بھی فرق ہی مسلم نے شفاعت کی حد  
 طویل جو روایت کئے ہیں اسمین آیا ہے لوگ ابراہیم علیہ السلام شفاعت  
 چاہینگے تو ابراہیم علیہ السلام کہینگے میں اللہ کا جو خلیل تھا اور اور اسے تھا یعنی

حجاب کے آسر سے تھا تم دوسرے کے پاس جاؤ الی بیٹ بعد لوگ حبیب بنی  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آؤ گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہر  
شفاعت کرتا ہوں سو اس سے یہ نہ نکلا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلت میں  
حجاب تھی تھا اگر ابراہیم کے مانند در اور اسے خلیل رہتے تو حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم بھی شفاعت کرنے سے عذر کرتے ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام  
تارج ہی نام مثنات فوقیہ سے اور رامہلہ کی فتح سے اخیر میں حامہ ہلہ ہی  
تارج کا لقب آذر ہی بعضوں نے کہا آذر باپ نہیں بلکہ ابراہیم علیہ السلام  
کا چچا ہی واقعی نے کہا آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد دو ہزار برس کے  
ابراہیم پیدا ہوئے بعضے کہتے ہیں نوح کے طوفان کے بعد ایک ہزار دو سو تریس  
برس کو ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے آدم کی خلقت میں اور انکی ولادت  
میں تین ہزار تین سو تریس برس میں ابراہیم علیہ السلام کی عمر دو سو برس کی  
ہوئی بعضے کہتے ہیں ایک سو پچتر برس کی بعضے کہتے ہیں دو سو پچانو برس کی  
وَلِسَانَ اسْمَعِيلَ اور زبان اسمعیل کی یعنی لغت اسمعیل علیہ السلام کی  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کرو انہوں نے فرزند ابراہیم علیہ السلام کے  
میں بی بی ماجرہ کے شکم سے پیدا ہوا انکی عمر ایک سو تریس برس کی ہوئی

ابراہیم علیہ السلام کی ولادت میں  
ابراہیم علیہ السلام کی ولادت میں  
ابراہیم علیہ السلام کی ولادت میں



انہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں اور اول شخص بنی عربیہ  
 بنیہ سے حکم کے معلوم کیجئے کہ اسمعیل علیہ السلام کو فقط عبری زبان عطا ہو  
 تھی بخلاف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کو تمامی زبان اور لغات  
 عطا ہو اور آپ فارسی سخن بھی فرمائے ہیں اور ہر شخص کو اسکی لغت سے  
 مکالم فرماتے تھے اور سخن آچکا نہایت شیریں اور فصیح تھا اسقدر دلونہیں تاثیر  
 کرتا کہ گویا روح کو کھینچا ایک بار عمر رضی اللہ عنہ پوچھے یا رسول اللہ آپ ہمارے درمیان  
 سے جا کہیں رہے نہیں پھر کہا واسطے ہے آپکی فصاحت برکات نبی حضرت صلی  
 اللہ علیہ وسلم فرمائے اسمعیل علیہ السلام کی لغت مندرج ہوگئی تھی سو مجھے خبر  
 یاد دلائے وَبَشِّرِ يَعْقُوبَ اور بشارت یعقوب کی انہوں ابھی علیہ السلام  
 کے فرزند میں انکا لقب اسرائیل ہی انکی عمر ایک سو تینتالیس برس کی ہوئی یعقوب  
 علیہ السلام کی بشارت مراد یہ ہے کہ انکے فرزند یوسف علیہ السلام زندہ ہیں مگر  
 انکو بشارت ہوئی یا مراد یہ ہے کہ انکے باپ نبوت کی دعا انکو پہنچی بخلاف انکے  
 بھائی عیسو کے کہ انکو نہیں پہنچی اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ کے  
 نزدیک سے اتنے بشارات پہونچے جسکا شمار نہیں جَمَاحُ یُوسُفَ اور  
 جمال یوسف کا انہوں فرزند میں یعقوب علیہ السلام کے معلوم کیجئے کہ یوسف علیہ السلام

کو شہر حسن عطا ہوا تھا یعنی آدھا حسن بخلاف ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے کہ آپ کو تمام حسن اور جمال عطا ہوا تھا علما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 پر جو ایمان لانا ہی ہوا سب بات پر بھی ایمان لانا ہی کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی ذات شریف کو ایسا خوب اور پاکیزہ بنایا تھا کہ ویسا کوئی نہ ہوا  
 اور نہ ہوگا اور حسن و جمال ایسا عطا فرمایا کہ ویسا نہ کسی کو عطا کیا اور نہ کر گیا جو  
 تو یقین کرے کہ لاریب یہ رسول اللہ ہیں صلی اللہ وسلم علیہ علیٰ آلہ قدر سند  
 و جلال حافظ قسطنطنیہ مولانا ابوالنہید میں کہا قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام حسن ہم کو ظاہر نہ ہوا اگر تمام حسن ظاہر ہوتا تو نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو دیکھنے ہمارا آنکھان طاقت نہ رکھتے و صَوْتُ دَاوُدَ اور آواز  
 داؤد کا اُنکا آواز بہت خوش تھا سو اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 آواز بھی نہایت خوش اور شیرین کیا تھا کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے زیادہ خوش آواز اور شیرین کلام تھا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
 کہ اللہ تعالیٰ کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر خوبصورت اور خوش آواز اور تجھے نبی تھا  
 صلی اللہ علیہ وسلم خوبصورت زیادہ اور خوش آواز زیادہ سب انبیاء سے و  
 صَبْرُ أَكْثَرٍ اور صبر ایوب کا انہوں نے اسرائیل کے انبیاء میں تجھے انکے باپ کا

نام ابیض تھا ابن جریر نے کہا انکے باپ کا نام موسیٰ بن عمیس بن اسحق  
 ہی انہوں موسیٰ علیہ السلام کے آگے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انکی تعریف میں  
 فرمایا اَنَا وَجَدَنَاهُ صَابِرًا یَعْنِی مقرر ہونے پائی انکو صابر اللہ تعالیٰ نے  
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی صفت بوجہ اتم واکمل دیا تھا سو کفار  
 ظلم و جفا پر صبر فرماتے اور بدی کے بدلے نیکی کرتے اور منافقان اقدام  
 کی ایذا دیتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکو معاف کرتے اور درگزر  
 تھے چنانچہ احد کے جنگ میں کفار بہت اذیت پہنچائے اور دندان مبارک  
 شہید کئے اور زخم لگائے اور ایک جماعت اصحاب کی شہید ہوئی اور  
 آپ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے بھی آپ صبر اور غفور فرمائے اور فقط صبر  
 و غفور الکفانہ کئے بلکہ کفار پر شفقت و رحم فرمائے اور انکے واسطے شفا  
 کئے اور فرمائے اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاَتَخَمُّوْا یَعْلَمُوْنَ یٰ اَللّٰهُ ایت  
 دے تو م کو میرے کیونکہ وہ نہیں جانتے ہیں اور ایک روایت میں آیا  
 اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَہُمْ یٰ اَللّٰهُ مغفرت کر انکو جب صحابہ کو شاق آیا تو  
 کہے کاش آپ اپنر بد دعا کرتے تو وہ ہلاک ہو جاتے اس کے جواب میں فرما  
 میں لعان یعنی لعن کرنے والا نہیں پیدا ہوا ہوں وَ تَزْجِدُ یَحْیٰی اور روئے

۱۱  
 کا انہوں فرزند ہیں ذکرِ علیہ السلام کے اور اہل شخص میں جو عیسیٰ علیہ السلام کی  
 کی تصدیق کئے انہوں عیسیٰ سے چھ مہینوں کے برسے تھے اور عیسیٰ علیہ السلام  
 آسمان پر جانے کے آگے یحییٰ علیہ السلام کا قتل ہوا انہوں بی بی مریم کے  
 خالہ کے فرزند تھے عیسیٰ علیہ السلام یحییٰ کے خلیفے بہانجے ہوئے بعضے کہتے  
 ہیں بی بی مریم کی بہن ایشاع کے فرزند ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کے خلیفے  
 بہائی انہوں اپنی طفولیت میں تورات سیکھے اور دو سال یا تین سال کے  
 تھے کہ انکے ساتھ کے لڑکے کہے تم کیوں نہیں کہتے تو کہے ہم کھلنے پیدا  
 نہیں ہوئے ہیں انہوں دنیا کو ترک کئے تھے اور آخرت کو اختیار کئے۔  
 ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا سے جوڑ دے تھے سو وہ مشہور  
 باوجودیکہ اللہ تعالیٰ آپ کو کہا کہ مکہ کے تمامی پیارے اور چھوٹے بزرگے کرنا  
 ہوں تو آپ قبول فرمائے اور عبودیت کو اختیار کئے اور اللہ تعالیٰ آپ کے  
 تفویض تمامی خزانے اجناس کے کنجیان عطا کیا تو بھی آپ کہیں نہ نکھائے  
 بلکہ اکثر بھوکھے رہتے تھے شیخ شہاب الدین الخفاجی نے شرح شفا  
 میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھوکھے رہتے تھے سو قصد سے  
 تھا لیکن ایسا ظاہر کرتے تھے کہ احتیاج سے ہرگز فقر کا دل شکستہ

نہو اور کہا اس بات پر اعتقاد رکھنا واجب ہے کیونکہ آپ کی وقت بلا وجہ  
 اور میں اور جزائر عرب اور شام و عراق کے کتنے ملک فتح ہوئے اور خمس اور  
 جزئے وغیرہ کا مال بحساب آتا تھا تو اپنے ذات کی واسطے ایک درم خرچ  
 اور سب کو تقسیم کر دیتے تھے۔ قاضی عیاض نے شفا میں کہا کہ اندلس کے  
 فقہا ایک شخص کو قتل کر کے سولی دینے کا فتویٰ دئے تھے جس نے اٹھا  
 مناظرہ میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زہر قصد سے نہا اگر طیت  
 پر قار ہوئے تو اسکو کھاتے و گروہ عیشی اور کرم عیسیٰ کا انہوں فرزند  
 بی بی مریم بنت عمران کے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ بغیر آپ کے پیدا کیا  
 انکے حمل کی مدت ایک ساعت تھی بعضے کہتے ہیں تین ساعت بعضے  
 کہتے ہیں چھ ہینے بعضے کہتے ہیں آٹھ ہینے بعضے کہتے ہیں نو ہینے بنی اسرائیل  
 نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر نیکارا دہ کئے سو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ آسمان  
 پر بلوایا۔ انہوں قیامت کے آگے آسمان پر سے اترینگے اور دجال کو مارینگے  
 اور صلیب توڑینگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہینگے عیسیٰ  
 علیہ السلام بہت کرم والے تھے اللہ تعالیٰ انکی تعریف میں فرمایا کہ انہوں  
 وجہ میں دنیا اور آخرت میں یعنی مرتبہ والے ہیں معلوم کیجئے کہ کرم اسکو کہتے

کہ بری قدر اور نفع کی چیز کو طیب نفس سے خرچ کرنا یہ صفت بھی نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بوجہ اکل تھی کہ اسطور کا کرم کسی کوئی تھا سخاوت اور  
 بخشش ہے آپ کے ابرنیان شرمندہ تھا اور دریای کرم ہاتھوں میں موج مار  
 تھی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کے پاس کوئی شخص کسی چیز سے سوال کیا تو نہیں کر کے کبھی نفرا سے اور اگر  
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خیر مانگتا تو  
 دیدالتے تھے ایک بار ایک شخص آیا سو اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبریا  
 کا منہ جو دو پہار کے درمیان بہر کے تھا دے اس نے اپنی قوم میں جا کر  
 کہا تم ایمان لاؤ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسا دیا کرتے ہیں کہ جسکو اندیشہ  
 فقر کا نہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نو مسلمانوں کو حنین کے جنگ میں جو انعام  
 دے سو اسکا حساب کئے تو پانچ کروڑ درہم ہو اس کے سو ابہت اعادہ  
 میں معلوم کیجئے کہ حافظ خطیب بغدادی نے جو حدیث کہ اپنی سند روایت کیا  
 اسی اسمین اسطور سے لکھا ہے کہ عطا کردہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خلق آدم  
 کا اور معرفت شیث کی اور شجاعت نوح کی اور خلعت ابراہیم کی اور زبان  
 اسمعیل کی اور رضا منہ اسی اسحق کی اور فصاحت صالح کی اور حکمت لوط کی اور  
 (۲)

بشارت یعقوب کی اور شدت موسیٰ کی اور صبر ایوب کا اور طاعت یونس  
 کی اور جہاد یوشع کا اور آواز داؤد کا اور حب دانیال کا اور وقار الیاس کا  
 اور عصمت یحییٰ کی اور زہد عیسیٰ کا وَاعْمُرُوهُ فِي اخْلَاقِ الانبياء اور دباؤ حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اخلاق میں تمامی انبیاء کے یعنی ہر سہری میں جو اخلاق حمیدہ  
 اور اوصاف پسندیدہ تھے سوائے اخلاق اور اوصاف کو ذات میں نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجتمع کر دے معلوم کیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 اخلاق پسندیدہ ایسے تھے کہ جنکو اللہ تعالیٰ نے عظیم ہی کر کے کہا اور قرآن شریف  
 میں فرمایا اِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ یعنی بیشک تو بڑے اخلاق پر ہی جیسے  
 سبحانہ نے عظیم ہی کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو وصف کیا  
 تو دے کیسے اخلاق رہیں گے بشیر کو کہا طاق کہ اسکی تفصیل کر سکے۔ بی بی عائشہ  
 صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ اخلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرا  
 تھائیں قرآن میں جو اوصاف بہترین وہ تمام اس ذات مقدس میں  
 موجود تھے امام ربانی شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ لکھے ہیں کہ  
 بی بی کے قول میں ایک رمز پوشیدہ اور مخفی اشارہ بھی کہ اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 متصف تھے باخلاق ربانی سو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا جناب الہی حشمت پر

نظر کرتے کہ جس کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق تھے لیکن  
 لطافت کے ساتھ اس طرف اشارہ کر کے فرمائے کہ خَلْقَ الْاِنْسَانِ تَحَا  
 ثُمَّ تَجَلَّتْ عَنْهُ بَسْرٌ كَهْلِيَا وَه ابر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی وہ  
 ابر جاتا رہا فَاِذَا اَنَابَ اَبَسَ بِيَاكِبِ مِیْن تَحَا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے  
 قَدْ قَبَضَ عَلٰی حَبْرَةٍ حَضْرَاءَ مَطْوِيَّةٍ تَحْقِیْقِ کہ پکڑے ہیں سبزو  
 کا کپڑا لیتا ہوا بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس حریر سے پانی ٹپکتا تھا وَاِذَا  
 بِقَائِلٍ يَقُوْلُ اور یکایک کہنے والا کہتا ہے جِجْ جِجْ وَاِه وَاِه وَاِه وَاِه  
 کہ کسی چیز کی خوشی پر اور برے کام کی نفرت کہتے ہیں اسکے اعراب میں کئے وجہ  
 جائز ہیں پہلے کو تنوین اور دوسرے کو سکون سے پڑھنا اور دونوں کو سکون سے  
 پڑھنا اور دونوں کو تنوین سے اور دونوں کو تشدید سے اور افراد اور تکرار دونوں  
 سے استعمال ہی قبض محمد علی الدنیا کلھا قابض ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 تمامی دنیا پر علامہ زرقانی نے کہا کہ حریر کے کپڑے کو اپنے دست مبارک  
 سے پکڑے تھے سو اسی کے طرف اشارہ تھا لَمْ یَبْقَ خَلْقٌ مِّنْ اَهْلِهَا  
 اِلَّا دَخَلَ فِيْ قَبْرِتِهٖ ہنیں باقی رہا کوئی مخلوق اہل دنیا سے مگر داخل  
 ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں معلوم کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ



علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم میں اور تمامی اجناس عالم کے خزانے کے  
 کنجیان تفویض ہو کر کوئی مخلوق کو آپ کے بغیر واسطہ نعمت نہیں ملتی ہے تو سب اہل  
 دنیا اگرچہ کفار بھی آپ کے قبضہ اختیار میں ہو اور بھی اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو تمامی انس طرف مبعوث کیا پھر جو شخص کہ ایمان لایا تو وہ امن پایا اور جو کوئی  
 خلاف کیا تو وہ یا جزیہ دینا قبول کر کے طوق اطاعت کی اپنے گرد نہیں والا  
 یا قتل ہوا پس اس صورت میں سب اہل دنیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں  
 داخل ہو گئے وَاِذَا اَنَابْنَا لَا تَجِدُ فِیْہِیْ اِمْنًا فَرَمَاتے ہیں اور یکایک میں  
 تین شخص کے ساتھ ہوں بعضے روایتوں میں آیا ہے کہ میں گمان کئی کہ آفتاب  
 ان تینوں شخص کے منہ کے درمیان سے نکلتا ہے یعنی ان کا منہ آفتاب کے منہ  
 جھلتا تھا فِیْ یَدِ اَحَدِہُمْ اَبْرِیْقٌ مِّنْ فِضَّةٍ ہاتھ میں ایک کے ان تینوں  
 سے آفتابہ ہی روپے کا بعضے روایتوں میں یہ بھی زیادہ ہے کہ اس آفتاب میں  
 مشک کے مانند بو تھی فِیْ یَدِ الثَّانِیِ طَسْتُ مِنْ زَمْزَمٍ اَخْضَرِ  
 اور ہاتھ میں دوسرے کے طشت ہی سبز زمرد کا طشت فتح سے طاکے اور  
 سکون سے سین ہلکے کے حافظ ابو ذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے  
 روایت کیا ہے کہ اس طشت کو حارط بن تھے ہر طرف ایک سفید بو تھی

یہ ایک کہنے والا کہتا تھا یہ دنیا ہی اسکا شرق اور غرب اور بر و بحر پس پھر  
 اسی حبیبؑ اس سے کونسا طرف چاہتے ہیں بی بی آمنہ کہتے ہیں پس میں پھر  
 تاکہ دیکھوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طشت کا کونسا طرف پکڑے ہیں پھر  
 یہ ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طشت کو پکڑے پس نبیؐ نے کہنے والی کو کہا  
 قابض ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ پر قسم ہی ب کعبہ کی تحقیق کہ اللہ تعالیٰ کہے

اَلْحَاقِبَةُ نَبَا اَوْ مَسْكَنٌ بَارِكٌ كَمَا وَفَى يَدِ الثَّالِثِ حَرِيرَةٌ بَيْضَاءُ  
 اور ہاتھ میں تیسری کے حریر کا کپڑا ہی سفید فلتسٹر ہا پس کھولا حریر کے کپڑے کو

فَاَخْرَجَ مِنْهَا خَاتَمًا كَأَنَّهَا بَصَارُ النَّاطِقِينَ دُونِهَا كَالْاس  
 سے ایک مہر جو خیرہ ہوتے تھے آنکھیں دیکھنے والوں کے پرے اسکے یعنی مہر  
 ایسی درخشندگی اور چمکات تھی کہ دیکھنے والوں نے اسکو تو نہ دیکھ سکتے تھے بلکہ  
 اسکے قریب جو موضع ہی وہاں بھی انکے آنکھ خیرہ ہوتے تھے فَعَسَلَهُ مِنَ

ذَلِكَ الْاَبْرِقِ سَبْعَ مَرَّاتٍ پس یہ ہوا فرشتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو اس آفتاب سے سات بار شمع ختم بین کتفیہ بالحقائم مہر کیا  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان اس مہر سے معلوم کیجئے  
 کہ یہ مہر کا نشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان سے کے

طور گوشت پارہ سرخ رنگ برکے آیا تھا اسکے گرد خال تھے اور اسپر بال تھے  
 اسکو خاتم النبوة یعنی نبوت کا مہر کہتے ہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ سابق کے پیغمبر  
 کے کتا بونین ایک نبی کا آنا لازم ہی اور اسپر ایمان لانیواسلئے تاکید فرمایا تھا  
 سو اسکی پہچان ہی کر کے بتادیا تھا تا نبوت پر دلیل ہووے اور اسپر طعن کو  
 جاس نہہے اور کوئی جھوٹا دعویٰ اپنے کو نبی آخر الزمان ہی کر کے نہ ٹھہرا ہووے  
 کسی نبی کے پیغمبر پر یہ نشان تھا سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اس پر  
 لکھا ہوا تھا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اور ایک روایت میں ہی کہ اسکے اندر  
 لکھا ہوا تھا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اور اسکے  
 اوپر لکھا ہوا تھا حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّكَ الْمَنْصُورُ یعنی جاجطرف جانا  
 ہی سو تو منصور ہی وَلَقَدْ فِي الْحَرِيرَةِ اور لپیادہ فرشتہ نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کو اس حریر میں شجر حملہ پسر اٹھا یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 فَأَدْخَلَهُ بَيْنَ آخِجَتَيْهِ سَاعَةً پھر داخل کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 کو اپنے لکھو تو نہیں ایک ساعت علامہ زر قانی نے کہا ظاہر ایسا ہی کہست  
 سے مراد تھوڑا وقت ہی ساعت فلیکے شجر دہرائی پسر دیا حضرت  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طرین سیر یعنی ہمیرے حوالے کیا۔ حافظ ابو بکر کی روایت

میں یہ بھی زیادہ ہی کہ وہ رضوان خازنِ حُبت تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کائناتین کیا میں انکو نہ سمجھی اور کہا خوش ہو جو ای محمد پس نہیں باقی رہا واسطے کسی نبی کے علم مگر عطا کئے گئے آپ یعنی سابق کے تمامی انبیا کو جو علوم حاصل ہوئے تھے وہ سب آپ کو عطا ہوئے پس آپ اکثر انبیا کے میں از روئے علم کے اور شجیع زیادہ انکے میں از روئے قلب کے آپ کے ساتھ کنجیان میں نصرت کے اور آپ کو مرحمت کئے میں خوف و رعب سو نہیں سنتا ہی کوئی ایک آپ کے ذکر کو مگر دہتا ہی دل اسکا اور خوف کرتا ہی قلب اسکا اگرچہ آپ کو نہ دیکھے یا حقیقۃ اللہ۔

بندہ عاصی کہتا ہی یہاں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جسکو انعم روایت کئے سو تمام ہوئی اور چند احادیث اور اباحت جو اس بیان تعلق رکھتے ہیں سو ہم ذکر کرتے ہیں روایت کئے ہیں سیفی اور طبری اور ابن عبد البر نے عثمان بن العاصی رضی اللہ عنہ سے انہوں اپنی والدہ ام عثمان فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہی جبکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کو حاضر ہوئی تو گھر کو دیکھی حضرت پیدا ہو سو وقت نور سے بھر گیا اور ستاروں کو دیکھی کہ قریب ہوتے تھے یہاں تک کہ میں گمان کئی کہ میرے پر گرین گے روایت کیا ہی ابو نعیم نے عمرو بن قتیبہ سے کہا میرا پست ناکتے تھے حکم

قریب ہو ابی بی آمنہ کو وقت ولادت کا تو اللہ تعالیٰ بلا یکہ کو کہا کہ تاجی مرد و نیکو  
 آسمان اور بہشت کے کھو لو اور تاجی بلا یکہ کو حکم کیا کہ حاضر ہو یعنی بی بی آمنہ کے  
 نزدیک پھر فرشتے اترے جس حال میں کہ بشارت دیتے تھے بعض فرشتے بعض نیکو  
 اور دراز ہو پہاڑان دنیا کے اور بلند ہو دریا یان اور با یکہ گیر بشارت دیتے  
 تھے اہل دریا پھر باقی نہا کوئی فرشتہ مگر حاضر ہوا اور شیطان کو پکڑ کے ستر بخیر  
 میں مقید کئے اور دریا می سبر کے وسط میں الے اور مقید کئے گئے شیاطین  
 اور مردان اور اس روز آفتاب کو نور عظیم کا لباس بھپائے تھے اور بی بی آمنہ  
 کے سر پر ستر ہزار حوران ہو امین کھڑی تھیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت  
 کی انتظاری کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ حکم کیا کہ اس سال دنیا کے تاجی حامی غور  
 لر کے جنین واسطے کرامت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی جہاز باقی نہ رہے  
 مگر بار بار ہوئے اور کوئی خون باقی نہ رہے مگر امن ہو پھر جب نبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم پیدا ہو تو تاجی دنیا فور سے بھر گئی تھی فرشتے با یکہ گیر بشارت  
 دیتے تھے اور ہر آسمان میں ایک ستون زمر سے اور ایک ستون یاقوت  
 سے کھڑے کئے جس سے تاجی آسمان روشن ہو تھے اور ستون مشہور  
 ہیں آسمان میں اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسرا کی شب دیکھے تو کہا گیا

کہ آپ کی ولادت کی بشارت کے لئے ان ستون کو کھڑے کئے ہیں اور رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی شب کو اللہ تعالیٰ نہر کوثر پر ستر ہزار جہاں مشک  
اذخر کے اگایا اور اسکے پہلوان اہل جنت کا بخور گردانے لگے اور تمامی اہل سما  
اللہ تعالیٰ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کے لئے دعا کرتے تھے  
اور تمامی بیان اندھے پر گئے املاات اور عزی کے دونوں کھل گئے اپنے  
مکان سے اور کہتے تھے وہی ہے قریش کو آیا ہر انکو امین آیا ہر انکو صدیق  
اور قریش نہیں جانتے ہیں کہ انکو کیا پہنچا اور چند روز کیجے کے اندر سے آواز  
سنتے تھے کہتا تھا کہ اب میرا نور آیا اور اب میری زیارت کرنیوالے گناہ  
نکرنیگے اور اب میں پاک ہونگا جاہلیت کے بجا ستون اے عزی ہلاک ہوئی تو  
اور تین رات و نیک کعبہ کا زلزلہ سکون پایا اور یہ اہل عدالت ہر جو دیکھے  
قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے روایت کیا ہر ابو نعیم  
عباس فی اللہ عنہ سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متولد ہو تو میں نے  
بی بی آمنہ کو کہا تمہارے بچے کی وقت کہا چیز دیکھے تو کہے میں دیکھی نزدیک  
میرا ایک جماعت سنگھوار پر مذہبی تحقیق کہ وہ سجدہ کئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
اور اپنے کھوئے کھولے اور دیکھی میں تابعہ و صحابہ اسدیہ کو جاتی تھی اور ہر ایک بھی

کہ تمہارا اس رزک کے سبب بتان اور کاہنوں کو کہا پہنچا یعنی برائی کی  
 پہنچی اور ہلاک ہوئی سیرہ اور دین بنو نکر روایت کیا ہی ابن ابی حاتم  
 نے اپنی تفسیر میں عکرمہ سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متولد ہو تو روضہ  
 ہو گئی زمین نور سے اور ابلین کہا مقرر آجکی رات ایک لڑکا پیدا ہوا ہی جو فنا  
 کر گیا ہمارے ہر کاہنوں کو ہمارے پھر اسکا لشکر یعنی شیاطین کہے تو اس رزک  
 کے نزدیک جا گیا تو اسکو فنا کر دیا پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب  
 ابلین ہوا تو اللہ تعالیٰ حیرل علیہ السلام کو بھیجا پھر حیرل ابلین کو ایک تھوک لگا کر  
 سو عدن میں پڑا روایت کیا ہی امام سہیلی روضہ الانف میں مجاہد سے کہ  
 ابلین چار وقت فریاد و فغان کیا پہلا اسکو لعنت ہوئی سو وقت دوسرا اسکو  
 جنت سے چلائے سو وقت تیسرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم متولد ہو سو وقت چوتھا  
 سورہ فاتحہ نازل ہوا سو وقت احادیث میں آیا ہی کہ قریش میں جب  
 لڑکا پیدا ہوا تو انکی عادت تھی کہ اسکو دیگ کے نیچے رکھتے تھے پھر جب اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم متولد ہو تو آپکو بھی اسی طرح رکھے جب صبح ہوئی تو دیکھے کہ  
 وہ دیگ شق ہو کر دو ٹکڑے ہو گیا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ کھانے  
 آسمان طرف دیکھے رہے تھے شیخ نجم الدین غیلانی نے اپنے رسالہ مولد میں لکھا ہی کہ

بعضے اہل اشارات کہے ہیں کہ وہ دیگ شق ہو گیا سو اس میں اشارہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کے ظہور اور شہرت، طرٹ اور آپ ظلمت جہل کو چیر دینے اور اسکو زایل فرمادینے مروی ہے کہ جب عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے آئے تو بی بی آمنہ جو جو عجائبات دیکھے تھے بیان کئے تو عبدالمطلب فرمائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرو کیونکہ میں امید رکھتا ہوں کہ یہ لڑکانیکی کو پہنچے گا اور عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر گئے کہ اندر داخل ہو اور وہاں کھڑے رہے اپنے کو نعمت عظمیٰ ملی اس پر اللہ کا حمد و شکر کئے اور چند اشعار پڑھے ازاں بعد ایک یہ شعر شعاع الحمد لله الذی اعطانی ہذا الغلام طیباً لاسرائل اور عبدالمطلب سے منقول ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی شب کہنے کے پاس تھا جب آدمی آتے ہوئے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم طرٹ جہانگاہ سجدہ میں گیا ہی اور اس سے آواز آیا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفیٰ اب مجھے پروردگار بتونکی اور مشرکونکی نجاست سے پاک کیا اور غیب سے آواز آیا کہ کہنے کی قسم کہ کعبہ کو پسند کیا اور اسکو قبلہ بنایا اور اسکو مسکن مبارک کیا اور کعبہ کے گرد جو تباہ تھے سو توت گئے اور میل کر کے جو برابست تھا



اوند ہاگر گیا اور ایک آواز آیا کہ محمد کو آمنہ بنی اور اسپر بر حمت اتر اور  
 از جہد عجائب ولادت کے یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو سوشب کو  
 کسری کے حویلیوں کو زلزلہ ہوا اور اسمین شق پر گیا اور اسکے چودہ کنڑے  
 گر گئے اور ساویکا تالاب جو بہت بڑا تھا خشک ہو گیا کیونکہ وہاں کے لوگ بہت  
 طغیانی کرتے تھے اور ساویکی ندی ہزار سال سے سوکھی تھی سو جاری ہوئی  
 اور فارس کا آتشکدہ جسکی آگ ہزار سال سے سکنی تھی سو بجھ گئی اور تمام ہندو  
 زمین کے بتان اوندھے گر گئے معلوم کیجئے کہ کسری کی حویلی کے چودہ کنڑے  
 جو گر گئے اسمین سب کا اشارہ تھا کہ اسکی اولاد میں چودہ آدمی پادہ ہونگے  
 اسکے بعد انکی سلطنت جاتی رہیگی اور مسلمانوں کے ہاتھ میں آویگی جیسا کہ طبع  
 کاہن نے اسکی خبر دیا حافظ سخاوی اپنے رسالہ مولد میں ابن الجوزی سے  
 نقل کیا ہے کہ کسری کی حویلی میں جو شق پر گیا سو وہ اب تک باقی ہر زوایت  
 کئے میں خرابی اور ابن عساکر نے عروہ سے کہے کہ قریش کی ایک جماعت  
 ایک بت پاس آیا کرتی تھی انہیں ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نوفل اور  
 عبید اللہ بن جحش اور عثمان بن الحویرث بھی تھے ایکروز اگر دیکھے تو بت  
 اوند ہا پر اہر سب ملکر اسکو اسکے مقام پر پھر رکھے پھر تھوڑا وقت نہیں گذرا

کہ بہت بدطوری کے ساتھ بھی وہ گر پڑا پھر کھڑے کرے تیسرے بار بھی اوندھا  
 گر عثمان بن حویرث بولاج کوئی حادثہ نیا ہوا ہی اور اسی شب کو نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم بیدار ہوئے تھے سو دیو کے اندر سے آواز آیا تَرَدُّیْ لِمَوْلُودٍ  
 اَنَارَتْ بَنُو عِیْیَہٗ جَمِیْعُ فِجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْمَغْرِبِ  
 یہ بت گرا واسطے ایک رات کے کہ روشن ہوا اسکے نور سے زمین کے تمام  
 راستے مشرق اور مغرب میں وَخَرَّتْ لَدَا وَثَانُ طَرًا وَارْعَدَتْ  
 قُلُوبُ مُلُوكِ الْاَرْضِ طَرًا مِنَ الرَّعْبِ ؛ اور اوندھے گرسے  
 اسکے واسطے بت تمام اور کانپنے دل زمین کے پادشاہوں کے رعب سے وَنَا  
 جَمِیْعُ الْفُرْسِ بَاخَتْ وَاظْلَمَتْ ؛ وَقَدْ بَاتَ شَاہُ الْفُرْسِ فِی  
 اَعْظَمِ الْکُرْبِ ؛ اور آتش تمام فارس کی بجلی اور تاریک ہوئی اور شاہ  
 فارس کا بری سختی میں وَصَدَّتْ عَنِ الْکَهَّانِ بِالْغِیْبِ  
 جَنَّتْہَا ؛ فَلَا غَیْبَ مِنْہُمْ وَلَا کَذِبٌ اور باز رہے کاہنوں کو غیب نے  
 سے انکے جن پیرانے خبر دیئے والا نہ سچ نہ جھوٹ فِیَاکَ قَصِّیْ اِنْ جُمُوعَا  
 عَنْ صَلَاتِکُمْ ؛ وَهَبُوا اِلَی الْاِسْلَامِ وَالزُّلُمِ الرَّحْبِ سِوَایِ الْقَصِی  
 کی تم پھر جاؤ اپنی گمراہی سے اور ہوشیار ہو طرف اسلام کے اور فراغت کی

ضیافتوں کے روایت کئے ہیں خرایطی نے اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے  
کہے کہ ابراہیم کے سے بھاگا بعد عشر کم بخاشی پادشاہ کے یہاں زید بن عمرو بن  
نضیل اور ورقہ بن نوفل مل گئے اسکی ملازمت حاصل ہوئی بعد کہا امی قریش  
میں ایک بات پوچھتا ہوں تم راست کہو کہ بہت بہتر بولا تمہارے یہاں  
کوئی رکا تھا کہ اسکا باپ ذبح کرنا چاہا تھا پھر قرعہ ڈال کر اسکے در عرض بہت  
سی وقت ذبح کئے کہے درست ہی پوچھا وہ رکا کیا ہوا کہے ایک بی بی تھی  
اسکا نام آمنہ اسکو اس سے نکاح کر دئے اسکو محل ٹھہرا امین اسکا شوہر سفر  
کیا سو مر گیا پوچھا وہ حاملہ تھی سو جنی کیا نہیں کہے رکا پیدا ہوا پوچھا اسکی  
پیدائش کی شب کچھ عجائب بھی نمود ہوئے ورقہ کہے میں اس شب کو بت پاس  
رہا تھا اسکے شکم سے آواز آیا وَلَدَ النَّبِيِّ فَذَلَّتِ الْأَمْلَکُ دَوَّ  
نَائِی الصَّلَالُ وَادَّبَ الْأَشْرَکُ پیدا ہوا نبی اور لغزش پادشاہان  
اور دور ہوئی گمراہی اور بھاگا شرک پھر وہ بت اندھا گر پڑا زید کہے میں بھی اسی  
شب کو ابی قیس چار طرف گیا دیکھا ایک شخص اسکو سبز دیکھوئے میں آسمان  
پر سے اتر ا اور ابوقیس پر کھڑے ہوا بعد کے طرف دیکھ کر کہا شیطان  
ذلیل ہوا اور بت باطل ہوئے اور امین پیدا ہوا بعد ایک کپڑا اسکے تھے

تھا سو کھولا اور مشرق و مغرب طرف جھکا اور وہ کپڑا آسمان کے نیچے ڈھانپ  
 لیا اور ایک نور چمکا کہ اس سے آنکھ نہ رہے اور مجھے گھبراہٹ ہوئی  
 بعد ازاں اپنے کپھوٹے ہلا کر اڑا اور کہنے پر گرا دیا ہاں سے ایک نور روشن ہوا  
 کہ اس سے تھامے کا ملک روشن ہوا اور بولا زمین پاک ہوئی اور کہنے پا  
 کے بتوں طرف اشارہ کیا تمام بت گر گئے نجاشی بولا میں اس شب کو خلوت تھا  
 میں تھا زمین سے ایک مندی نکلی اور بولی اصحاب الفیل پر دبا آتری پر  
 انکو کثرون سے مارے آتش حرم پر تعدی کیا تھا سو ہلاک ہوا اور پیدا  
 ہوا بنی امی حرمی مکی جس نے اس نبی کو مانا سو نکلیجے ہوا اور جو کوئی اسکو نہ مانا  
 تو ہلاک ہوگا اسکو دیکھ کر میں پکارنا چاہا زبان اتھی کھڑے ہونیکا قصد کیا طا  
 ہوئی بعد تب وہ غیب ہوا میں اپنی حالت پر آیا اکثر اہل سیرا ستار میں  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخزون اور ناف کٹی ہوئی پیدا ہو روایت  
 کئے ہیں طبرانی اور ابن نعیم اور خطیب اور ابن عساکر نے انس رضی اللہ  
 عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میری کرامت سے ہر میرے  
 بکے نزدیک کہ میں مخزون پیدا ہوا اور کوئی شخص میری مگر نہ دیکھا اب  
 سچ اپنی خصائص میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھوڑا فرشتے

یہ روایت  
 ابن عساکر  
 نے نقل کی ہے

جھلنے سے جھلنا تھا علامہ زرقانی کہا کہ دوسر کوئی نبی کے گہوارہ کو ملا کہ  
 جھلاتے تھے کر کے منقول نہیں ہوا روایت کئے ہیں بیقی اور صاحبونی  
 اور خطیب اور ابن عساکر اپنی تاریخ میں عباس رضی اللہ عنہ سے کہے ہیں  
 کہا یا رسول اللہ آپ کی نبوت کی علامت مجھ کو آپ کے دین میں داخل ہونیکا باعث  
 ہوئی میں نے آپ کو گہوارہ میں دیکھا ہوں آپ چاند سے بات کرتے تھے اور اسکے  
 طرف اپنی انگلی مبارک سے اشارہ کرتے تو آپ جس طرف اشارہ کرتے اس  
 طرف میل کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے میں اس سے بات کرتا تھا  
 اور وہ میرے بات کرتا اور چمکوروں سے باز رکھتا اور میں اسکے گریکا آواز  
 سنتا تھا جسوقت کہ وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا فائدہ لا نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو نئے مہینے میں متولد ہوسے سو اس میں اختلاف مشہور اور جمہور  
 علما کا قول یہ ہے کہ ربیع الاول کی بارہویں کو دوشنبہ کے روز متولد ہوسے  
 بعض کہتے ہیں ربیع الاول کی دوسری شب کو بعض کہتے ہیں آٹھویں کو بعض  
 کہتے ہیں دسویں کو بعض کہتے ہیں سترہویں کو اور بعض کہتے ہیں صفر میں اور بعض  
 کہتے ہیں ربیع الآخر میں اور بعض کہتے ہیں رمضان میں لیکن صحیح اور مشہور قول  
 جمہور علما میں یہ ہے کہ بارہویں ربیع الاول دوشنبہ کے روز ہوئی اور

ولادت شریف کو جسے وقت ہوئی رات کو یا دن کو اس میں اختلاف ہی بعض  
 کہتے ہیں کہ دن کو ہوئی اور بعض کہتے ہیں رات کو ہوئی اور بعض کہتے ہیں طلوع  
 فجر کی وقت ہوئی شیخ بدر الدین رکنی نے کہا صحیح قول یہ ہے کہ دن کو ہوئی  
 طلوع فجر کے بعد کہتے ہیں کہ غفر ستارہ طالع تھا اور نسیان کا عینہ تھا اور  
 آفتاب حمل کے برج مجسورین درجے میں تھا اور وہ اپریل کا مہینہ تھا سنہ ۶۸۰  
 ایک ہجری مسیعی معلوم کیجئے کہ وہ جو مشہور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے  
**مِنْ لَدُنْ فِي زَمَنِ الْمَلِكِ الْعَادِلِ بْنِ يَاسِينَ** یا وہ عادل بن یاسین فوشیروان  
 کے پیدا ہوئے یہ حدیث باطل اور موضوع ہی اسپر تاحی محدثین کا اتفاق ہی  
 حافظ الحدیث شیخ سخاوی نے اپنے رسالہ مولد میں لکھا ہے کہ وہ جو ذکر کیا گیا  
 زبانوں پر ولادت فی زمن الملك العادل سوا اسکو کچھ اصل نہیں اور  
 حافظ ابو سعید بن السمعانی نے نقل کیا ہے کہ بعض صالحین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو خواب میں دیکھا اور کہا یا رسول اللہ مجھ کو بچہ آپ فرمائے ولدت  
 فی زمن الملك العادل اور میں نے اس حدیث سے حاکم ابی عبد اللہ  
 الحافظ کو سوال کیا تو وہ کہا یہ کذب ہی اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں  
 فرماتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ابو عبد اللہ راست کہاؤ

حلیمی نے شعب میں کہا کہ حدیث ولدت آہ صحیح نہیں اور شیخ نجم الدین فی الغبطی  
 نے اپنے رسالہ مولد میں کہا کہ متقدمین اور متاخرین کے سب حفاظ کہے کہ  
 یہ کذب ہی اسکو کچھ اصل نہیں اور حافظ ابن حجر کی اپنے رسالہ مولد میں کہا  
 کہ اسکو کچھ اصل نہیں اور علامہ شیخ مدافع نے کہا کہ یہ کذب ہی اسکو کچھ اصل  
 نہیں اور علامہ شیخ شہاب الدین الخفاجی شرح شفا میں کہا کہ حافظ سخاوی  
 اور سمعانی کہے ہیں کہ اسکو کچھ اصل نہیں اور یہ حدیث موضوع ہے **فائدہ**  
 شیخ قسطلانی اور ابن حجر کی وغیرہ لکھے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت  
 شریف جو ربیع الاول میں ہوئی اور محرم اور رجب اور رمضان اور دوسرے  
 فضیلت و شرف کے ہمنو نہیں ہوئی سو اسکی وجہ یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو زمان کے سبب کچھ شرف و بزرگی حاصل نہیں ہوئی بلکہ زمان آپ کے سبب  
 مشرف و مکرم ہوا ہی پھر اگر مذکور ہمنو نہیں ولادت شریف ہوتی تو گمان اور توہم  
 ہوتا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مہینے کے سبب مکرم و محترم ہوئے اس  
 گمان توہم کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت  
 کو دوسرے مہینے میں رکھا تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی جو عنایات اور کرامت  
 ہی ہو اسکو ظاہر کرے علامہ زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں لکھا ہی کہ مخصوص

۱۴ ربیع الاول میں ولادت ہوئی سو اسکی حکمت یہ ہے کہ آپکی شریعت میں وقت ربیع  
 سے شباب تک ہی کیونکہ وقت ربیع اعدل فصول سے ہی اور آپکی شریعت شریف  
 بھی اعدل شرایع سے ہے اور بھی زرقانی کہا کہ اہل معانی کہتے ہیں کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش کو سو فصل بھی بیج کا تھا یعنی بہار کا موسم اور وہ اعدل  
 فصول سے ہی رات اور دن اس کے معتدل ہیں حرارت اور برودت میں  
 اور نسیم اسکی معتدل ہی سیست اور رطوبت میں اور آفتاب اسکا معتدل  
 ہی علو اور سبوط میں اور قمر اسکا معتدل ہی اول درجہ میں شہامی بیض سے  
**فائدہ** کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی یہی قول  
 جمہور کا ہے بلکہ حافظ ابن حجر اور علامہ ماہینی لکھتے ہیں کہ ہمارے ایسے کہتے ہیں  
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف مکہ معظمہ میں ہوئی کر کے ایمان  
 لانا واجب ہے اور وہ اول واجب سے ہی جو اولاد کی عمر سات سال کی ہو  
 اور معنیہ ہو تو سکھانا ہی بلکہ بعضوں نے نص کیا ہے کہ اسکا انکار کرنا کفر ہی جیسا کہ  
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرشی ہونیکا انکار کرنا کفر ہی انتہی اور ولادت شریف  
 مکان میں ہوئی سو اس میں اختلاف ہی صحیح قول یہ ہے کہ ایک گھر میں جو نبی صلی  
 علیہ وسلم مدینہ منورہ کو ہجرت کئے بعد عقیل بن ابیطالب رضی اللہ عنہ اس گھر کے



مالک ہو انہیں کے پاس تھا یہاں تک کہ اسکو محمد بن یوسف بھائی حجاج بن یوسف کا  
خزید کیا اسکے بعد ہارون الرشید کی والدہ اسکو خرید کر کے مسجد بنائی اب مسجد نہایت حسین  
ہی تھی یوں پرے اتر کے اسکے اندر جاتے ہیں مسجد پر قبہ مسجد کے چاروں طرف دلاؤ گاہ ہی اسپر لکڑیا  
چھوٹا سا قبہ اسجگہ گہرا اسپر پتھر کا فرش ہی تھا ایک ہزار نوں میں اس  
مسجد کی تجدید کئے سعود الوہابی نے اس قبہ کو توڑ دیا تھا سلطان محمود غ  
عثمانی کے زمانے میں پھر اس قبہ کی تجدید کئے یہ مسجد سوق اللیل میں اب لد  
النبی کر کے مشہور ہی اور لوگ اسکی زیارت کرتے ہیں اور وہ صفا کے نزدیک ہی  
علما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے اندر متولد نہیں ہوئے اسکا  
سبب یہ ہی کہ مکان کے سبب آیکو شرف نہیں ہوا بلکہ مکان کو آپ کے  
سبب شرف ہوا جیسا کہ مدینہ منورہ کے اکثر علما کے قول پرکتہ سے افضل ہی  
علی الخصوص جس جگہ میں آپ مدفون ہو میں وہ بالاتفاق عرش عظیم سے بھی  
افضل **فائدہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کا دودھ پینے  
بقولے سات روز پئے اسکے بعد چند روز ثویبہ کا جوابی لب کی باندھی تھی دودھ  
پئے اسکے بعد علیہ سعیدہ کا روایت ہی عجاہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ  
عنہما کو پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کے لئے پرندے

جانوران منازعت کئے تو کہے ہاں قسم ہی اللہ کی اور ہر عورت منازعت کئی  
 کیونکہ جب فرشتہ آسمان دنیا میں نکلیا کہ یہ محمد ہیں سیدان بنیا خوشی ہے  
 واسطے دودھ کے جو پلایا اسکو پس رغبت کئے جن اور پرندے دودھ پہ پلایکو  
 بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے کیا گیا کہ باز ہوتم پس تحقیق کہ جاری کیا  
 اللہ تعالیٰ اسکو ہاتون پر انسان کے پھر مخصوص کیا اللہ تعالیٰ اس سعادت سے  
 اور مشرف کیا اس شرفِ حلیم کو حافظ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں  
 نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متولد ہو تو کہا گیا یعنی فرشتہ  
 نکلیا کہ کون شخص کفیل ہوتا ہے اس درمیں کو جو اسکا مثل قیمت نہیں پایا جاتا  
 ہے تو پرندے کہ ہم کفیل ہوں اور انکی خدمت عظیمہ کو غنیمت سمجھتے ہیں اور  
 وحشی جانوران کہ ہم اولیٰ میں ساتھ اسکے اور پاویگے شرف اور عظیم کو اسکے  
 پھر لسان قدرت نکلیا کہ اسی تمامی مخلوقات مقرر اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے اپنی حق  
 کی حکمت تدبیر میں کہ اپنا بنی کریم حلیم علم والی کا رضيع ہو۔ پھر بی حکیمہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پہ پلانا شروع کئے تو اپنے آپ کی برکت  
 جو جو خدایات الہی ہوئے اور انکے آفات مبیات دفع ہوئے سو قصہ مشہور ہے  
 فائدہ حافظ قسطلانی مواہب اللدنیہ میں کہا کہ جمعہ کا روز جس میں آدم

علیہ السلام پیدا ہو جب وہ مخصوص ہو ایک ساعت سے جسمین مسلمان بندہ جو بھی  
 چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو وہ عطا کرتا ہے پس کیا حال ہر تیرا اس ساعت میں جو پیدا  
 ہوا سین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ جمعہ کے روز نماز جمعہ اور  
 خطبہ وغیرہ عبادات کی تکلیف دیا ہے یعنی واجب کیا ہے اس طور سے دو شنبے  
 کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا روز ہر عبادات کی تکلیف نہیں دیا  
 سو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکرام و تعظیم کے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عنایت  
 اور بخشش سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر تخفیف کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا  
 أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اور از جملہ رحمت کے ہی عدم تکلیف انہی  
 شیخ عبدالحق دہلوی مذکور عبارت بیان کر کے فرمایا اگرچہ ولادت شریف کے  
 شرف و کرامت کے دیکھتے اس روز روزہ مستحب ہی حدیث شریف میں آیا ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو شنبے کے روز روزہ رہتے تھے اسکا سبب پوچھے  
 تو فرمائے کہ میں اس روز پیدا ہوا ہوں اور اس روز میرے پر وحی نازل ہوئی  
 ابھی سیدہ القادر عید روس رحمۃ اللہ علیہ تحفۃ الغریب بالصلوۃ علی الشفیع الحبیب  
 میں کہا کہ ہر مسلمان کو سنرا دار ہے کہ دو گنبدہ کے روز شکر انعام الہی ادا کرے اور  
 اسکا ادا کرنا انواع عبادات سے ہر از انجملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو

بھیجنا ہی بلکہ وہ افضل عبادات سے ہی فائدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی ولادت کی شب افضل مریا شب قدر افضل مرا اسکے جو اہمین حافظ قسطنطینی لکھا  
 کہ علماء کہتے ہیں کہ ولادت شریف کی رات افضل شرب قدر سے تین وجہ سے  
 پہلا ولادت کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی شب ہی اور شب  
 قدر آپ کو عطا کئی گئی ہوئی شب ہی جو چیز کہ آپ کی ذات شریف ظاہر ہوئے سے شرف  
 پائی وہ اشرف ہی اس سے جو آپ کو عطا ہونیکے سبب شرف پائی ہر دوسرا  
 شب قدر میں فرشتے نازل ہونیکے سبب شرف پائی اور ولادت کی شب  
 بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہونیکے سبب شرف پائی اور رسول اللہ صلی  
 علیہ وآلہ وسلم افضل میں فرشتوں کے اس سے ثابت ہوا کہ شب مولد افضل  
 تیسرا شب قدر میں فقط بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو تفضل واقع ہوا  
 بخلاف شب مولد کے کہ اس میں تمامی موجودات کو تفضل ہوا کیونکہ بنی صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین کر کے بھیجا پھر عام ہوئی آپ کی ولادت سے  
 نعمت تمامی خلایق پر اس صورت میں مولد کی شب اعم ہوئی نفع میں پس ہی افضل  
 ہی انتہی ملخصاً فائدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف  
 پر خوشی کرنا اور ماہ ربیع الاول میں احوال ولادت باسعادت پر مہنا اور عمل مولد کرنا

اور کھانا پکا کے کھانا عاشقانِ بارگاہِ مصطفویہ کا کام ہی ایک جماعت  
 حفاظِ حدیث اور ائمہ دین کی اس عملِ مولد کو موجبِ برکت اور سببِ سعادت  
 دارین کا کہی ہر جیسے دل سے حلاوتِ ایمان کی جاچکی اور فرقہٴ اسلام سے خارج  
 ہو کے اہلسُنی کے تابع ہوا اور سرورِ عالم شفیع الدنین صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 بغض و عناد رکھ کے طہوقِ لعنت اور ردت کا اپنی گردنیں اٹکے مذہبِ دہشت  
 کو اختیار کئے سوانِ لوگ کو البتہ اس عملِ مولد کے کرنے سے رنج ہوتا ہی اور  
 اسکو بدعتِ ضلالت اور کفر خیال کرتے ہیں اور عوام کو شکِ شبہ میں لاتے  
 ہیں چنانچہ کسی بابی سیدین ایک رسالہ اظہار الحق بنا کے چھاپہ کیا ہر اور اپنی  
 تسویلاتِ شیطانی سے اس میں ابنِ حجر وغیرہ علما ہی دینِ جنہوں نے عملِ مولد  
 مستحسن یا ہر انکے طعن و تشنیع پر اکتفا کر کے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 جناب میں گستاخانہ کلام کیا ہی اسکا ردِ میرِ استاد جامع معقول و منقول  
 حادی فروع و اصول مولانا شیخنا جناب سید محمد اسحق صاحبِ مخاطب  
 طرازِ شخان بہادر مد اللہ علیہ وسلم الطالبنِ بہت عمدہ اور مدلل تالیف  
 فرمائے اور براہینِ قاطعہ سے اس بابی ملحد کے اقوال کا ذہب اور تقریر طبع کی  
 قلبی کھود سے ہیں بکھود ہاویوں سے بحث کرنا کچھ فائدہ نہیں کیونکہ انکے دلوں

غشاوہ ضلالت چھایا گیا ہے کیسکی بات انکو تاثیر نثریگی لیکن اہل سنت کی  
آگاہی واسطے ہنچے چند علمائے کرام کے اقوال لکھتے ہیں حافظ قسطلانی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup>  
الدنیہ میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثویبہ ابی لہب کی غیقہ دودھ  
پلائی جب اسنے ابی لہب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی بشارت  
دی تو ابو لہب نے ثویبہ کو آزاد کیا اور ابو لہب کے موت کے بعد اسکو خواب میں دیکھے  
اور اس سے پوچھے تیرا کیا حال ہے تو کہا دوزخ میں ہوں مگر دوشنبہ کی شب کچھ غذا  
میں تخفیف ہوتی ہے اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان سے مین پانی جاتا ہے  
اسلئے کہ محکوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری ثویبہ سنائی  
میں اسکو آزاد کیا تھا اور دودھ پلانے مقرر کیا حافظ ابن الجری کہا ابو لہب کا فر  
جسکی مذمت میں قرآن نازل ہوا اسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مولد شریف کی شب  
کو خوشی کرنے کے سبب عذاب میں تخفیف پایا تو مسلمان جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی امت سے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی کرے اور عقدہ کے  
موافق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں پیسا خرچ کرے تو اسپر اللہ تعالیٰ کی  
عنایت کسقدر ہوگی میری عمر کی قسم جزا اسکی نہیں ہے اللہ کریم سے مگر یہ کہ داخل کرے  
اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں اور ہمیشہ اہل اسلام اہتمام کرتے ہیں شہر مولد میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ویسے تیار کرتے ہیں اور اس رات کو اقسام صدقات  
 سے صدقہ دیتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں خوشی کو اور نیکی کے کاموں میں زیادتی کرتے ہیں  
 اور ولادت شریفہ کے قصے کو پڑھتے ہیں اہتمام کرتے ہیں اور اپنی اس سے بہت  
 برکات اور فضل عظیم ظاہر ہوتے ہیں اور عمل مولد کے خواص سے محراب ہر کردہ ان  
 ہی اس برس اور حاجت اور مقاصد برائیکو بشارت عابد ہر برس رحم کرے  
 اللہ تعالیٰ اس مرد کتین جس نے راتوں کو شہر مولد مبارک کے عیدین بنایا تاکہ ہو  
 سخت بیماری اس شخص کو جو دین اسکے مرض میں انتہی کلام الحافظ القسطانی  
 اور شیخ ابن حجر مکی جو عمای کبار شافعیہ سے ہیں جنکے قول پر مدار فتویٰ شافعیہ  
 ہی النعمۃ الکبریٰ علی العالم بمولد سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہی  
 کہ جانا چاہئے کہ اصل عمل مولد بدعت ہی کیونکہ قرون ثلاثہ کے لوگ جنگی  
 بہتری کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دئے ہیں ان سے وہ منقول نہیں  
 لیکن وہ بدعت حسنہ ہر کیونکہ اس میں فقیروں پر احسان ہر اور قرآن شریف کی  
 تلاوت ہی اور اکثر ذکر اور درود و سلام ہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور عزت  
 و خوشی اور محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر کرنی ہر اور غلطی میں نااہل  
 زنج و عناد کا زائد ملحدین کفر و مشرکین کا اس میں ہر اس سے یہ عمل مولد کا

قرون ثلاثہ کے بعد جبکہ ظاہر ہوا تمام ملکوں کے لوگ سب شہروں میں اور  
 ملکوں میں اس ماہ مبارک میں عمل مولد پر اہتمام کرنے لگے اور بہت سے کھانے  
 پکانا اور لوگوں کو کھلانا اور ان پر احسان کرنا اور صدقات دینا اور نیک کام کرنا  
 شروع کئے اسکے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت کثرت سے کرنا اور ذکر کرنا اور  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت شریف کا حال اور آپ کے کرامتیں اور بہت  
 سے معجزات جو ظاہر ہوئے اسکو پہننا اور خوشی اور مسرت کو ظاہر کرنا اختیار  
 اہم الجلیل شمس الدین بن الجزری نے کہا کہ یہ عجوبات سے ہر کہ جس نے اسکو  
 کرگیا تو اسکو اس سال امان رہیگا اور اہل مصر اور شام کو اس میں سے زیادہ  
 اہتمام ہر اسکے بعد ابن جزری حکایت کیا کہ آپ نے ظاہر بوق سلطان مصر کو  
 شہ ناسات سوچیا کسی اسکے امر کے ساتھ قلعہ مصر میں دیکھا مولد شریف کی  
 شب کو کثرت طعام اور قرأت قرآن اور احسان جو فقرا اور قاریوں اور مدح  
 پر ہنیوالوں پر کیا جس سے محلو تعجب ہوا اور اس کا خیر میں جو خرچ کیا دس  
 ہزار اشغال طلا کا ہوا اور ابن الجزری کے سوا دوسرے لوگ کہے ہیں شاہ مصر <sup>الظاہر</sup>  
 ابی سعید حتمی اس میں اور زیادتی کیا اور ہند اور اندلس کے شاہان ایسا ہی ایسے  
 زیادہ کرتے تھے اور اہل ملک کہ اس شب مبارکہ میں ایک شمار مشہور ہو جو دس ہزار



میں اسطور کا نہیں ہوتا ہر اور عمل مولد جو احسان واسع و ذکر کثیر پر مشتمل ہی وہ  
 بدعت حسنہ ہو پھر یہ بھی ایک دلیل سے ہے کہ امام کبیر اہل شامہ جو شیخ ہیں امام  
 نووی کے رحمہما اللہ تعالیٰ انہوں نے بہت شنائے ہیں ملک مظفر حاکم اربل پر جسے  
 تو لکھی شب کو بہت سے امور خیر کرتا تھا اور کسی سے اسطور سے حکایت نہیں  
 کئے گئی ہے چنانچہ تاریخ ابن خلکان میں اسکے ترجمہ کو جو شخص دیکھا تو وہ معلوم  
 کریگا پھر ایسے امام کی تعریف اس کام کو خاص ولادت شریف کی شب میز  
 کرنے پر بڑی دلیل مرک وہ بدعت حسنہ ہر علی الخصوص ابو شامہ سا شخص  
 اس تعریف کو اپنے بدعات کے کتاب میں جبکا نام الباعث فی انکار البدع  
 والحوادث ہر کرنا اور اس سلطان کے فعل کی شنا و مرج کرنا اس کتاب میں کہ  
 جسکو بدعت کے انکار میں نبایا ہی دلیل قوی ہر اس بات پر کہ یہ بدعت بدعات  
 سے نہیں ہر جو انکار کئے جاتے ہیں بلکہ ان بدعات سے ہر جنکو مستحق سمجھتے ہیں اور  
 شکر گزاری کرتے ہیں ابن الجزری کہا اس عمل میں کچھ نہو کے فقط شیطان  
 کی خواری اور اہل ایمان کا سرور ہونا پس ہر اور کہا حدیث ہے جب اپنی نبی  
 کی پیدائش کے روز عید اکبر کرتے ہیں تو ہم اہل اسلام اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی پیدائش کے روز تعظیم و تکریم کرنے احق اور اولیٰ میں اور شیخ الاسلام دہلوی

ابو الفضل بن حجر عسقلانی نے عمل مولد بدعت حسنہ ہونے پر حدیث سے جو  
صحیحین میں آئی ہے استدلال کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ  
کو تشریف لائے تو یہود کو پانچ ماہ شورہ سکے روز روزہ رہتے ہیں ان سے پوچھے تو وہ  
کہے یہ وہ روز ہی حسین اللہ تعالیٰ فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ کو نجات دیا پھر  
ہم روزہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے شکر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے  
میں منرا اور ترمون موسیٰ کو تمہارے اور آپ روزہ رکھے اور حکم فرمائے اس روز  
روزہ رہنے کا اور فرمائے اگر سال آئندہ زندہ رہوں تو الحدیث پھر شیخ السلام  
حافظ عسقلانی کہا اس حدیث سے استفادہ ہوئی فضیلت اللہ تعالیٰ کے شکر  
کی انواع عبادات اس چیز پر جو ایک معین روز میں نعمت دیکے احسان کیا جی  
اور بلا کو دفع کیا جی اور اسکو ہر سال ویسے ہی روز اعادہ کرے پھر کہ نعمت  
یہ نبی کریم بنی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم اس روز پیدا ہو نیکی نعمت سے برکات جو  
حافظ عسقلانی کے آگے حافظ ابن جب الحنبلی بھی اسی کے مانند کہا جی اور  
بولے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجے کی نعمت سعادت دارین کو حاصل  
کرانے کی واسطے ہر پھر جس روز اللہ تعالیٰ سے نعمت متجدد ہو جی اس روز کا روزہ  
رکھنا حسن جمیل ہے اور ہم اس قسم سے ہر کہ حسین نعمتوں کا مقابلہ انکے اوقات

مجددہ میں شکر سے ہوتا ہی اور فطیر اسکا عاشورہ کا روزہ نہیں لئے کہ اللہ تعالیٰ  
 نوح علیہ السلام کو غرق ہونے سے نجات دیا اور موسیٰ علیہ السلام اور انکی قوم  
 کو فرعون اور اسکے لشکر سے نجات دیا اور فرعون کو اسکے لشکر کے ساتھ  
 دریا میں ڈبا دیا پھر اللہ تعالیٰ کے شکر کو واسطے نوح اور موسیٰ علیہما السلام روزہ  
 رکھے پھر عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کی متابعت کو واسطے روزہ رکھے اور یہود کو قہر فرمائے  
 امین سزاوارتر ہو موسیٰ کو تمہارا یہی اور عاشورہ کا روزہ رکھینا حکم فرمائے کسی الامام  
 المحقق الولی ابو زرعه بن العزاقی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر چھاکہ عمل مولد کا کرنا مستحب یا مکروہ اور کوئی  
 شئی یا فعل اسکا اس شخص سے جو ائمہ اسکی کئی باتیں ہر عقول میں نہیں تو جواب دے  
 لوگوں کو دعوت کر کے کھانا کھانا سب مقتین مستحب ہی پھر جب اسکے آٹھ  
 اس ماہ شریف میں نور نبوت ظہور پایا سو خوشی منظم ہو دیتو کتنا مستحب ہوگا  
 اور اس کو ہم سلف سے نہیں جانتے اور یہ بدعت ہونے سے لازم نہیں ہوتا  
 کہ مکروہ ہو دے کیونکہ کتنے بدعت سے ہیں کہ وہ مستحسن ہیں بلکہ واجبہ ہیں  
 اسکے ساتھ کچھ مفسدہ ضم نہ ہو واللہ الموفق شیخ الاسلام حافظ عسقلانی کہا  
 مترادار ہی کہ اس دن میں تحریری قصد کرے اگر تولد شریف شب کو ہو ہاتھ  
 شب کے مناسب جو چیزیں ہیں ان سے شکر واقع ہو دے جیسا کھانا کھانا

اور قیام اللیل کرنا اور اگر دن کو تولد ہوا ہو تو اسکے مناسب چیزوں سے شکر  
واقع ہووے جیسا روزہ رکھنا اور ضرور ہر روز اس ماہ مبارک کے تاریخوں  
سے بعینہ وہی تاریخ رہنا تا موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو جو عاشور کے روز تھا مطابق ہووے  
اور جو کوئی اسکا لحاظ نہیں کیا ہی تو عمل مولد کو کوئی ایک زمین اس مہینے کے کرنا  
بلکہ لوگ اسمین سعت کئے ہیں پھر برس کے کسی ایک روز میں عمل مولد کو نقل  
کئے ہیں لیکن تخصیص اولیٰ ہر حاصل کلام تمام روزانہ اور راتوں کو جنہیں مولد شریف  
ہونیکا اختلاف واقع ہوا ہی انہیں اپنی استطاعت کے موافق نیک کام  
کرنا کچھ مضایقہ نہیں بلکہ اس مہینے کے تمام دنوں میں اور انکے راتوں میں ہر کام  
مستحسن ہے اور امام زہد قدوہ معمر ابی اسحق ابراہیم بن عبد الرحمن بن ابراہیم  
بن حماد سے آیا ہے کہ انہوں جب مدینہ منورہ علی مشرفہ افضل الصلوٰۃ والسلام  
میں تھے تو مولد شریف کے روز لوگوں کو کھانا پکا کے کھاتے اور کہتے اگر مجھ کو  
قدرت ہوتی تو اس تمام مہینے میں ہر روز عمل مولد کا کرنا ابوہب مونس  
اسکو خواب میں دیکھے اور اس سے پوچھے تیرا کیا حال ہے تو کہا میں آتش  
میں ہوں مگر دوشنبے کی شب کو میرے عذاب تخفیف ہوتا ہے اور ان دونوں  
انگلین کے درمیان سے میں پانی چوستا ہوں اللہ کہ رسول اللہ صلی

علیہ السلام پیدا ہو خوشخبری مجھے تو یہ سننے سے اسکو میں آزاؤ کیا ابن جریر کہتا  
 ہر مہر بہت کا خبر جسکی ذمت میں قرآن نازل ہوا ایسی ست کہ مافوق اس کے کوئی ذمت نہیں  
 سراسر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مولد شریف کی شب کو خوشی کرنے سے ایک غدا میں  
 تخفیف ہوئی تو مسلمان جن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امت ہر ایک کی پیدائش کی خوشی  
 اور مقدر کے موافق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں پیاسا خج کر تو پھر اللہ تعالیٰ کی  
 عنایت کے قدر ہو میر عمر کی قسم ہر اسکی نہیں مگر یہ کہ اللہ کریم نے اپنے فضل عظیم سے  
 جنت میں داخل کرے انہی کلام حاکم ابن حجر کی اور بھی ابن حجر کی نے فتح المبین میں  
 لکھا ہے کہ ام ابو شامہ اسناد امام نووی کا کہا ہے ہمارے زمانہ میں ایک بڑا جو کرتے ہیں بہت  
 نیکی ہر سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن جتنے ہی تو فقر کو صدقہ دیتے ہیں انکی  
 کام بجا لاتے ہیں ذمت اور خوشی ظاہر کرتے ہیں سو اس میں فخر اور احسان چھوٹا ہی اسکے  
 سو انہی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم و جدالت اس خوشی کرنیوالے کے دین میں  
 عداوت و دین اور ایسے سول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ جنکو اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین کے  
 بھیجا سوائے ایجا پر اللہ تعالیٰ کا شکر انتہی اور خاتمہ الحفاط والمحدثین شیخ  
 جلال الدین جو اجتہاد فی الذہب کے رتبہ کو پہنچا تھا عمل مولد کے جواز و استحسان  
 ایک سالہ جگانام مسرہ تصدق مولد ہر تالیف مایا اور مسرہ لکھا ہے کہ اصل عمل مولد کا

جس میں جمع ہوئیں اور تلاوت قرآن شریف کی ہو تو ہر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پندہ  
 کے روایات ہوئیں اور تولد کی وقت جو عدا نمود ہو تھے سو کہتے ہیں اسکے بعد در خوا  
 پچھا کر لوگ کو کھانا کھلا ہوا ہے یہ دعوت ہر جسے نواب اکبر صاحب کو پہنچتا ہر کوئی کہہ  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کی تعظیم اور مولد شریف کی خوشی ظاہر کرنی ہر تہی اور  
 شیخ محمد بن الفضل قاسم الرصاع رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے ادب محبت ہر کہ ایک میلاد ہر کی رات دن کو جس میں اللہ تعالیٰ آپ کو ظاہر کیا اسکی  
 تعظیم کرنا اور وہ صحیح فعل اور مذہب جمہور پر ریح اللہ کی بار ہو کی شب ہر پس سزاوار ہے  
 ہر شائق محبت کہ اس شب میں اور اسکی صبح کو خوشی اور بشارت ظاہر کرنا اور اپنے مقدور  
 اپنی اہل و اولاد کو متعین بنانا تاکہ اسکی برکت حال ہو و اور انکو خوشی ہو و اور انکو  
 معلوم کر و کہ یہ جو کیا گیا سو فقط اس کی محبت اور سرور اور اسکی فضل کے اہتمام کے  
 لئے ہر اور اپنی اہل و اولاد کو ظاہر کرے کہ یہ رات اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام راتوں سے افضل  
 ہی کوئی نہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور انکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 اور جمال اور حسن و کمال اور فضائل و شمایل اور کلام اور فصاحت اور کرم و جود اور خلق  
 اور بخشش اور معجزات اور سکینہ و خیران جن کے سننے سے انکے دل و زمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی محبت اور تعظیم قرار پاتی ہر اگر کہیں اور انکو دے و دلائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہر اور جو کھانا  
 ہر اور جو کھانا  
 ہر اور جو کھانا

اور ثنائین میں بانی یاد دلاؤ اور یہ کام میرے نزدیک اور ہر حبیب کے نزدیک حسن ہے اور نظر سے  
 ہی کیونکہ طفولیت میں کچھ چیز کی تعلیم کرنا گویا پتھر نقش کرنا ہی خصوصاً اطفال عجمیوں کے  
 مشتاق رہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات عجیب سے ہمیں درس دے اور سزا دے کہ اپنے  
 اطفال کو اس قدر احسن نیت سے سوارین اور طاق کے موافق لے آتا وہ نکاح دل خوش کرے  
 اور جو نیت کہ شرعاً مباح ہے اس کے کتب غفلت و کوتاہی و نیت دیوین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 اقوال اور صحیح جو خوش لگتا ہے اس کو یاد کریں اور اس مبارک دزد منکر کا منہ کو تیر دین  
 اور اسلام دیا نمل عزت کو ظاہر کریں اور اپنی امت پر صدقہ و احسان رحمت کر عزیز  
 بہت کوشش کریں اور عوام کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد صفات  
 اور معجزات کو ذکر کریں اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اکرام کیا  
 اور جن آیات و کرامات کے خاص کیا ہے اس کو ظاہر کریں اور اپنی مقدور موافق لباس و خور  
 جو شرعاً مباح ہے اس پر تحمل کریں اور اعتقاد کریں کہ یہ فرعید کا ہر سبب ہر ہوا اللہ تعالیٰ  
 کے جمیع المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زمین اور ایک جماعت کے اس وزا فطران کو  
 اور مقدور موافق اپنے عیال پر توسیع کر نیکو اختیار کریں کیونکہ وہ خوشی کا روز ہر انتہی اور  
 شیخ حسن علی الشافعی لا زہری الداعی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ مولد میں کہا کہ مولد  
 شریف کا اہتمام کرنا اعظم قربات ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے لوگوں کو کھانا کھلانا اور ملاقات

قرآن کی کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حج کے قصاید پڑھنے سے اور اسکے غیر  
 چیزوں سے جو محرمات یا مکروہات یا خلاف اولیٰ پر مشتمل نہ ہوتی اور شیخ محیی بن محمد الخطاب  
 المالکی اپنے رسالہ مولد میں شیخ محمد بن عبد بن نفیل کی یہ کہ امام سولہ پر حکم کو یہ ہر تو مانی کہ وہ  
 حیدر مسلمانوں کے عید ہے اور ایک موسم ہی ان کے مومنوں اور اس مولد میں جن چیزیں معتقد تھے  
 میں جیسا کہ ان میں دشمنی اور آنکھ کا کلمی قطع حاصل کرنا اور لباس فاخرہ زینت کرنا اور جانور  
 پر سوار ہونا سب اہر مباح ہیں کوئی شخص اس میں انکار نہ کیا جاوے قیاس کرتے دوسرے اوقات  
 کے اور ان چیزوں کو اقولین کہ ہمیں وجود ظاہر ہوا اور علم شہود بلند ہوا اور ان کے سبب  
 دور ہو بعت کا حکم کرنا اور ایمان والوں کے مشروع مومنوں نہیں کر کے دعویٰ کرنا اور اس  
 نوروز مہر جان کے ساتھ مقارن کرنا سو یہ بخت کلام ہی قلوب سلیمہ سے منعقب ہو  
 میں اور آری مستقیمہ اسکو دفع کرتے ہیں انتہی اور شیخ الحافظ حافظ محمد سنخاوی رحمہ  
 اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ مولد میں لکھا ہے کہ اصل عمل مولد شریف قرون ثلاثہ میں  
 کوئی ایک سلف صالح سے منقول نہیں ہوا لیکن اسکے بعد مقاصد حسنہ اور نیت خالصہ  
 حادث ہوا اسکے بعد اہل اسلام نے تمامی بلاد اور بر سے بڑے شہر و دیہات میں سرور عالم صلی  
 علیہ وسلم کی ولادت شریف کے جیسے میں ہمیشہ اہتمام کر کے بڑے بڑے فضیلتان اور بہت  
 کھانے تیار کرتے ہیں اور شہر اہل مولد میں اقسام سے تہنیتیں دیتے ہیں اور خوشی ظاہر کرتے



اور نیکی کے کاموں میں یاد دہانی کرتے ہیں بلکہ اہتمام کرتے ہیں احوال مولد شریف کو قنات  
 کریمین پھر اسکے برکتوں سے اپنے فضل عظیم ظاہر ہوتے ہیں اسکے بعد غلط سخاوتی امام  
 شمس الدین بن الخیرزی کا قول جو عمل مولد شریف کی خواص برکات میں لکھا کہ وہ امان نبی  
 اور پاک ظاہر برقوق سے حکایت کیا اسکو نقل کر کے کہا اسکے بعد ہمیشہ مصر پارہان  
 عمل مبارک میں اہتمام کرتے تھے اما اندلس اور مغرب کے پادشاہان وہ بھی اس شب کو بہت  
 تکلفات کرتے ہیں اور اسمیں ائمہ علماء اور دوسرے لوگ ان بھی ہر مکان سے جمع ہوجاتے ہیں اور اسکے  
 سبب درمیان اہل کفر کے کلمہ بایں بند ہوتا ہی اور میں گمان کرتا ہوں کہ اہل روم  
 بھی اسکو کرتے ہوں اور اہل ہند بھی اپنے غیر سے زائد کرتے ہیں اما اہل مکہ جو معدن خیر  
 و برکت ہیں اس شب کو متوجہ ہوجاتے ہیں اسمکان طرف جو لوگوں میں متواتر ہے کہ وہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا مکان ہر اردو سوق اللیل میں ہر چہنی مقاصد اور  
 حاجات مہمات برائیکے لئے اور لوگ کا اہتمام اس مبارک روز میں عید سے زیادہ  
 رہتا ہی بیان تک کہ اس روز کوئی شخص اسمکان شریف کی زیارت سے تحلف نہیں کرتا ہے  
 خصوصاً شریف جو صاحب جازاتے ہیں اور شیخ البرہان الشافعی رحمہ اللہ کا جو مکہ معظمہ کے  
 قاضی اور عالم تھے اکثر نووارد لوگ اور بہت اہل شہر کو اقسام کھانے اور حلویات کھلاتے  
 اور مولد شریف کے جھکے لئے اپنے گھر میں بہت بڑا پکلف سفرہ چھانے تھے تاکہ

اس عمل مبارک کی برکت سے اپنی ملیات دفع ہووین انکے بعد انکا فرزند شیخ جمالی  
 اپنی والد کی تبعیت کر کے ویسا ہی کرتے تھے اور شہر کے لوگ اور مسافرین کو گنا  
 کھلاتے تھے اللہ تعالیٰ اسکو جزای خیر دے اور مدینہ نبویہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام  
 کے لوگ کو بھی اس کام کی طرف بہت توجہ ہر اسکے بعد حافظ الحدیث شیخ سخاوی نے  
 ملک منظر حاکم اربل جو اہتمام کرتا تھا اور اس پر علامہ ابوشامہ اسکی جو ثنا کئے اور شیخ  
 الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی عمل مولد نیکی استحسان پر حدیث عاشورہ جو استدلال  
 پکڑے اسکو ذکر کر کے فرمایا امادہ جو تابع ہوتا ہی عمل مولد کا سماع اور لہو وغیرہ اس  
 پس جو چیز کہ مباح ہی اور اس روز سرور و خوشی کو اعانت کرتا ہر اسکو عمل میں لانا کچھ  
 مضائقہ نہیں اور جو چیز کہ حرام ہر بار وہ ہر پس وہ منع کیا جاوے اور اسی طرح جو چیز کہ خلاف  
 اولی ہر انتہی اور شیخ محمد نجیم الدین بن احمد غیطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتابت السامعین  
 والناظرین میں ابی لبیب کو جو خواب میں دوہرب لکھنے لکھا کہ مولد شریف کی وقت  
 میں اہتمام کرنا اور اس میں خوشی ظاہر کرنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور دعا پڑھنا اور زہد اور عبادت  
 ابیات پڑھنے اور کٹھا کھلانے اور صدقات دینے عمل مولد کرنا امر خوب ہر اسکا کرنیوالا اپنے  
 قصد حاصل کے سبب ثواب جزیل پاوے گا اگر یہ عمل مولد مذکور قرون ثلاثہ میں کوئی ایک سلف  
 صالح سے منقول نہیں ہوا لیکن اسکے بعد حادث ہوا اس سبب سے وہ بدعت حسنہ ہو



۱۱  
 انکا غرض یہ ہے کہ ہر روز ہونے کا روز ہونے ایسی نعمت ہے جس سے مشرف ہوئے ہیں اس کے  
 کا شکر روزہ اور اقسام کے عبادات ادا کریں اور اسکو قیاس کئے ہیں حدیث سے  
 اور امام الاثنین پر اور جو لوگ کہتے ہیں کہ روزہ رکھنا اولیٰ ہر سوا انکا غرض یہ ہے کہ  
 خوشی و درستی ظاہر کر نیکیاں ہی اور عید کا روزہ ہر عید پر قیاس کر کے اس روزہ روزہ  
 رکھنا اولیٰ جانتے ہیں اب ہم اس موقع پر ختم کتاب کر کے اللہ تعالیٰ دعا کرتے  
 کہ یہ باب ہر کوئی سے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا پیالہ پدا کر قیاس کر  
 جنجان بچا اور ولادت شریف کو جو میں برکت اور عمل میلاد مبارک کو جو باعث  
 نیکار نعمت سمجھتے ہیں اپنے حبیب کے زمرہ میں داخل فرما اللہ ہم یارب احسننا  
 فی زمرتہ و تحت لوائہ و اسقنا بکأسہ و انفعنا بحبہ امین  
 یارب العالمین و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و شفیعنا محمد  
 و آلہ و اصحابہ و سلم

۱۲  
 الحمد للہ کہ یہ سالہ متبرک بخوبی دلبرعت مالا کام ۶ ربیع الاول  
 ۱۲۸۵ ہجری قمریہ کو یہ صبح جناب مولانا چھپکریا راجا اعلیٰ کہ عجمان  
 حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سالہ عظیم سے گا